وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ
لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۗ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ
بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۗ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ
بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ
طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ
الْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۗ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ
وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ
اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۗ ذٰلِكَ
لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۗ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور وہ عورتیں بھی (حرام کی گئی ہیں) جو قید نکاح میں ہوں بجز ان کے جو تمہاری ملک میں آ جائیں۔
اللہ نے فرض کر دیا ہے (ان احکام کو) تم پر اور جو ان کے علاوہ ہیں وہ تمہارے لئے حلال کر دی
گئی ہیں یعنی تم انہیں اپنے مال کے ذریعہ تلاش کرو (اس طور پر کہ) قید نکاح میں لانے والے ہو نہ کہ
مستی نکالنے والے پھر جس مال کے عوض تم نے بعض عورتوں سے لطف اٹھایا ہے سو انہیں ان کے
طے شدہ مہر دے دو اور تم پر اس مقدار کے بارے میں کوئی گناہ نہیں جس پر تم آپس میں مہر طے ہو جانے
کے بعد رضامند ہو جاؤ، بے شک اللہ بڑا علم والا بڑا حکمت والا ہے * اور تم میں سے جو کوئی مقدرت
نہ رکھتا ہو کہ آزاد مومنات سے نکاح نہ کر سکے تو وہ تمہاری (آپس کی) مسلمان کنیزوں سے جو
تمہاری ملک (شرعی) میں ہوں (نکاح کر لے) اور اللہ تمہارے ایمان (کی حالت) سے خوب واقف ہے
تم (سب) آپس میں ایک ہو سو ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر لیا کرو اور ان کے مہر
انہیں دے دیا کرو دستور کے موافق اس طرح کہ وہ قید نکاح میں لائی جائیں نہ کہ مستی نکالنے
والیاں ہوں اور نہ ہی چوری چھپے آشنائی کرنے والیاں پھر جب وہ (کنیزیں) قید نکاح میں آ جائیں
اور پھر اگر وہ (شرعی) بے حیائی کا ارتکاب کریں تو ان کے لئے اس سزا کا نصف ہے جو آزاد
عورتوں کے لئے ہے یہ اس کے لئے ہے جو تم میں سے بدکاری کا اندیشہ رکھتا ہو اور اگر تم ضبط سے کام
لو تو تمہارے حق میں کہیں بہتر ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا ہے اور بڑا مہربان ہے (۴/۲۴-۲۵)

۲۴- خاوندوں والی عورتیں بھی حرام ہیں ہاں کفار کی جو عورتیں میدان جنگ میں قید ہو کر تمہارے قبضہ میں آئیں
تو ایک حیض گزرنے کے بعد وہ تم پر حلال ہیں۔ مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
جنگ اوطاس میں قیدی عورتیں آئیں جو خاوندوں والیاں تھیں تو ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی بابت

سوال کیا جس کی بابت یہ آیت اتری اور ان سے مقاربت حلال کی گئی ترمذی ابن ماجہ اور صحیح مسلم وغیرہ میں بھی یہ حدیث ہے
طبرانی کی روایت ہے کہ یہ واقعہ جنگ خیبر کا ہے۔ سلف کی ایک جماعت اس آیت کے عموم سے استدلال
کرتی ہے کہ لونڈی کو اس کے خاوند کی طرف سے بیچ ڈالنا اسے طلاق کا مل جانا ہے۔ ابراہیمؒ سے جب
یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے حضرت عبداللہؓ کا یہی فتویٰ بیان کیا اور اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ اور
سند سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا جب کوئی خاوند والی لونڈی بیچی جائے تو اس کا
بکنا ہی اس کی طلاق ہے۔ ابن جریر میں ہے کہ لونڈی کی طلاقیں چھ ہیں بیچنا بھی طلاق ہے، آزاد کرنا بھی
ہبہ کرنا بھی، براءت کرنا بھی اور اس کے خاوند کا طلاق دینا بھی۔ حضرت ابن المسیب فرماتے ہیں کہ
خاوند والی عورتوں سے نکاح حرام ہے لیکن لونڈیاں کہ ان کی طلاق ان کا بک جانا ہے۔ حضرت معمر
اور حضرت حسن بھی یہی فرماتے ہیں ان بزرگوں کا تو یہ قول ہے لیکن جمہور ان کے مخالف ہیں وہ فرماتے ہیں
کہ بیچنا طلاق نہیں اس لئے کہ خریدار بیچنے والے کا نائب ہے اور بیچنے والا اس نفع کو اپنی ملکیت سے نکال رہا ہے
اور اسے اس سے سلب کر کے بیچ رہا ہے ان کی دلیل حضرت بریرہؓ والی حدیث ہے جو صحیحین وغیرہ میں ہے کہ
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جب انہیں خرید کر آزاد کر دیا تو ان کا نکاح مغیث سے فسخ نہیں
ہو گیا تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فسخ کرنے اور باقی رکھنے کا اختیار دیا حضرت بریرہؓ نے فسخ کرنے
کو پسند کیا یہ واقعہ مشہور ہے پس اگر بک جانا ہی طلاق ہوتا جیسے ان بزرگوں کا قول ہے تو حضور اکرم ﷺ
حضرت بریرہؓ کو ان کے بک جانے کے بعد اپنے نکاح کے باقی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار نہ دیتے۔ اختیار دینا
دلیل ہے نکاح کے باقی رہنے کی۔ تو آیت میں مراد صرف وہ عورتیں ہیں جو جہاد میں قبضہ میں آئیں واللہ اعلم
اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ محصنات سے مراد پاکدامن عورتیں ہیں یعنی عفیفہ عورتیں تم پر حرام ہیں جب تک کہ
تم نکاح اور گواہ اور مہر اور ولی سے ان کی عصمت کے مالک نہ بن جاؤ۔ خواہ ایک ہو خواہ دو ہوں
خواہ تین ہوں یا خواہ چار۔ ابوالعالیہ اور طاؤس یہی مطلب بیان کرتے ہیں۔ عمرؒ اور عبیدہؒ فرماتے ہیں
مطلب یہ ہے کہ چار سے زائد عورتیں تم پر حرام ہیں ہاں لونڈیوں میں یہ گنتی نہیں پھر فرمایا کہ یہ
حرمت اللہ تعالیٰ نے تم پر لکھ دی ہے یعنی چار کی پس تم اس کتاب کو لازم پکڑو اور اس کی حد سے آگے
نہ بڑھو اس کی شریعت اور اس کے (فرائض) احکام کے پابند رہو یہ بھی کہا گیا ہے کہ حرام عورتیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب
میں ظاہر کر دیں پھر فرمایا ہے کہ جن عورتوں کا حرام ہونا بیان کر دیا گیا ان کے علاوہ اور سب حلال ہیں۔
ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان چار سے کم تم پر حلال ہیں لیکن یہ قول بہت بعید اور خلاف قیاس ہے،
اور صحیح مطلب پہلا ہی ہے اور یہی حضرت عطاؒ کا قول ہے۔ قتادہ اس کا مطلب بیان کرتے ہیں کہ اس سے
مراد لونڈیاں ہیں ★ پھر فرمایا تم ان حلال عورتوں کو اپنے مال سے حاصل کرو جائز طریق پر آزاد عورتیں

اور وہ پاک باز بغیر یقین کے ممکن ہو جو طریقِ مشروع ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ زناکاری سے بچنے کے لئے اور شہوت رانی مقصود نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ جن عورتوں سے تم فائدہ اٹھاؤ ان کے اس فائدہ کے مقابلہ کا مہر دے دیا کرو۔ (تفسیر ابن کثیر)

● اور اس میں کچھ گناہ نہیں کہ عورت برضا و رغبت مہر مقررہ میں سے کچھ چھوڑ دے یا کل یا تم زیادہ دے دو بے شک اللہ اپنی مخلوق کا حال جانتا ہے اور جو کچھ احکام اس نے مخلوق کے لئے مقرر فرمائے حکمت سے خالی نہیں (جلالین)

۲۵- عام طور پر آزاد عورت کا مہر اور اس کا نفقہ کنیزوں کے مہر اور نفقہ سے کہیں زیادہ ہوا کرتا ہے بعض اوقات ایک شخص آزاد عورت کے اخراجات برداشت کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اور اس کو یارائے صبر بھی نہیں۔ اس کے گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے تو اس صورت میں قرآن حکیم نے اسے اجازت دی ہے کہ وہ کسی کنیز سے نکاح کرلے امام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک اس کنیز کا مسلمان ہونا ضروری ہے اور امام صاحب کے نزدیک مستحب ہے۔ طول کا معنیٰ ہے السعۃ والغنیٰ (القرطبی) * عرب میں باندیوں کے ساتھ نکاح کرنا باعثِ معیوب سمجھا جاتا اور ان کے شکم سے جو اولاد ہوتی اس کو "ھجین" کہا جاتا۔ یہ بتا کر کہ تم سب ایک آدم کی اولاد ہو اس خیال کی تردید کر دی۔ * اخدان جمع ہے اس کا واحد خِدن اور خدین ہے خدن اس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ پوشیدہ ہو یہ تعلقات ہوں اس آیت میں کھلے اور چوری چھپے زنا دونوں سے منع کر دیا * ان دو تین آیتوں میں محصنات اور محصنین کے الفاظ کا کئی بار تکرار ہوا ہے لیکن ہر جگہ اس کا معنیٰ شادی شدہ نہیں بلکہ کہیں آزاد اور کہیں کنوارا کیا گیا ہے * ان الفاظ کا ماخذ احصان ہے اس کا لغوی معنیٰ روکنا اور حفاظت کرنا ہے اسی لئے قلعہ کو حصن کہتے ہیں کیونکہ وہ دشمن کے حملے سے محفوظ رکھتا ہے اور مضبوط زرہ کو درع حصینۃ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی حریف کے وار سے جسم کی حفاظت کرتی ہے اسی مناسبت سے جو مرد یا عورت بدکاری سے اپنی حفاظت کرے اسے بھی محصن یا محصنۃ کہتے ہیں اس حفاظت کے متعدد اسباب ہیں۔ اسلام، آزادی، طبعی عفت، نکاح اور زواج۔ ان میں سے ہر ایک چیز انسان کو بدکاری سے روکنے والی ہے اس لئے موقع و محل کی مناسبت سے اس لفظ کا معنیٰ متعین کیا جاتا ہے تا حفاظت معنیٰ کا وہ تعین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ قطعی ہوتا اس میں رد و بدل کی گنجائش نہیں۔ یہاں محصنات کا معنیٰ آزاد باکرہ لڑکیاں ہیں اور یہاں محصنات کا یہ معنیٰ حضور کریم علیہ السلام کا متعین کردہ ہے کیونکہ سنت نبوی کے مطابق المحصن کی سزا سو درّے ہے جس کا نصف پچاس درّے مسلمان لونڈی کی سزا ہے۔ دوسری قوموں میں مراعات اور گنجائش ان لوگوں کے لئے مخصوص ہیں جو صاحب جاہ و ثروت ہوں اور سوسائٹی میں کوئی بلند مقام رکھتے ہوں لیکن اس دین فطرت میں ان مراتب کو ملحوظ نہیں رکھا گیا بلکہ انسان کی فطری کمزوریوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے جہاں پھسلنے کے

رشتہ داروں سے زیادہ اور بچنے کے وسائل کم ہیں ۔ وہاں سزا میں تخفیف کر دی گئی ۔ علاوہ باندیوں عزت دار شادی شدہ
اور شادی شدہ مردوں اور عورتوں کی سزا میں کمی و بیشی کا یہی راز ہے ۔ (ضیاء القرآن)

خلاصہ : تم پر وہ عورتیں حرام ہیں جو کسی کے نکاح میں ہیں یا نکاح کی عدت میں ہیں کیونکہ ایک مرد چار عورتیں رکھ سکتا ہے مگر ایک عورت ایک وقت میں چند خاوند نہیں رکھ سکتی اس میں نسل محفوظ رہتی ہے ۔ ہاں جو کافرہ عورتیں گرفتار ہو کر تمہارے ہاتھ لگیں اور تم ان کے مالک ہو جاؤ وہ اگرچہ خاوند والیاں ہوں جن کے خاوند دارالحرب میں رہ گئے ہیں وہ تمہارے لئے حلال ہیں ۔ مذکورہ عورتوں کی حرمت اللہ تعالیٰ کا نوشتہ ہے جس پر عمل کرنا تم پر لازم ہے اس میں تبدیلی کی نہیں ۔ ان عورتوں کے علاوہ باقی عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں کہ ان سے مہر کے عوض نکاح کرو ۔ اس میں یہ خیال رکھنا کہ پاکدامنی اور صرف شہوت رانی کے لئے نہ ہو پھر اس نکاح کے بعد جس بیوی سے تم صحبت بھی کر لو تو اسے اس کا طے شدہ مہر اور اگر مہر مقرر نہ ہو تو مہر مثل پورا پورا دو ۔ یہ مہر اطور فریضہ ہے کیونکہ مہر عورت کا قرض ہے جو تم سے معاف نہیں ہو سکتا ۔ لیکن اگر خاوند مہر مقرر کے بعد اس مہر مقرر سے کچھ زیادہ دے دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ۔ یہ ان کا آپس کا معاملہ ہے جیسے راضی ہو جائیں ۔ اللہ تعالیٰ بڑا ہی حکمت والا ہے اس نے جو حکم نافذ فرمایا ہے اس میں صدہا حکمتیں ہیں لہٰذا اس کے احکام پر بلا چون و چرا عمل کرو ۔ (ن) ● اور تم میں سے جو کوئی آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ نکاح کرے اس عورت سے جو تم میں کسی کی مملوکہ ہو یعنی کسی دوسرے کی باندیوں سے کیونکہ اپنی باندیاں سے (باندی رکھتے ہوئے) تو نکاح کی ضرورت ہی نہیں اس لئے اپنی باندی سے نکاح جائز نہیں ۔ لیکن وہ تمہاری مسلمان باندیاں ہوں ۔ (مشرکہ باندیوں سے نکاح درست نہیں) اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے ایمان اور اعمال کی وجہ سے ہی ایک کی دوسرے پر برتری ہوتی ہے ۔ تم باہم ایک دوسرے کی نسل سے ہو یعنی آزاد ہوں یا باندی غلام سب ایک ہی آدم کی اولاد ہیں ✱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اب کوئی شک نہیں کہ اللہ نے تم سے (دور) جاہلیت کی خرابی اور باپ دادا پر شیخی کرنے کو دور کر دیا ہے ۔ اب تو دو ہی قسمیں ہیں متقی ہے یا کافر و بدبخت سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے (بنے) ✱ تمہ

تو مومن عورتوں سے تم ان کے آقاؤں کی اجازت سے نکاح کرو ۔ اور ان باندیوں کو ان کے مہر دیا دو ۔ دستور کے مطابق یعنی مہر ادائیگی میں کمی نہ کی جائے نہ ٹالا جائے ۔ پاکدامن ہوں علی الاعلان بدکاری کرنے والیاں نہ ہوں نہ چھپ کر یار بنانے والیاں ہوں پھر جب مسلمان باندیاں شوہر والیاں ہیں اگر وہ زنا کا ارتکاب کریں تو ان کو آزاد عورتوں سے آدھی سزا دی جائے یعنی حد شرعی (کا نصف) قانون سزا کا یہ اجراء تم میں سے ان لوگوں کی وجہ سے ہے جو جوش کے دکھ سے ڈرتے ہوں تاکہ تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ (اور ان کا مار کھانے سے ڈرتے ہو) لیکن شہوت رانی اور زنا سے رکنا تمہارے لئے بہتر ہے ۔ ۲۳

۲۴ ـ تو آخرت میں بھی اور دنیا میں بھی ۔ جو شخص باندیوں سے نکاح کئے بغیر نہ رہ سکے تو اللہ اس کو معاف کرنے والا اور رحمت والا ہے کہ اس کو باندیوں سے نکاح کرنے کی اجازت دیدی ہے ۔ (م)

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۗ
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ○ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۚ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ
الشَّهَوَاتِ أَن تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ○ يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُخَفِّفَ عَنكُمْ ۚ وَ
خُلِقَ الْإِنسَانُ ضَعِيفًا ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ
إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ
كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ○ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ
ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ○ إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ
نُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ○ ۴/۲۶ تا ۳۱

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ جو (نیک لوگ) تم سے پہلے گزرے ہیں ان کا طریقہ تم کو بتائے اور ان کے (راستے) (پر) تم کو چلائے اور تم پر مہربانی کرے اور اللہ تعالیٰ خبردار حکمت والا ہے ★ اور اللہ تعالیٰ تم پر مہربانی کرنا چاہتا ہے اور جو شہوت کے بندے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم (سیدھے راستے سے) بہت دور جا پڑو ★ (اور) اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے تخفیف کر دے (کیونکہ) انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہے ★ مسلمانو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھا جایا کرو (ہاں) اگر آپس کی رضامندی سے سودا ہو (تو کچھ مضائقہ نہیں) اور آپس میں خونریزی نہ کیا کرو بے شک اللہ تعالیٰ کا تم پر بڑی مہربانی ہے ★ اور جو کوئی یہ کام سرکشی اور ظلم سے کرے گا ہم عنقریب اس کو آگ میں داخل کریں گے اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر (بہت) آسان ہے اگر تم ممنوعات میں سے بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرو گے تو ہم تمہارے گناہ (صغائر) دور کر دیں گے اور (علاوہ اس کے) تم کو عزت کے مقام میں داخل کریں گے۔ (۴/۲۶ تا ۳۱)

۲۶ - ارشاد ہوتا ہے اے مومنو! اللہ تعالیٰ ارادہ فرما چکا ہے کہ حلال اور حرام تم پر کھول کھول کر بیان فرما دے جیسے کہ اس سورت میں اور دوسری سورتوں میں اس نے بیان فرمایا وہ چاہتا ہے کہ اگلے لوگوں کی قابل اتباع راہیں تمہیں سمجھا دے تاکہ تم اس کی شریعت پر عمل کرو جو اس کی محبوب اور اس کی رضامندی کی ہے وہ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول فرمائے جس گناہ سے اور حرام چیز سے تم توبہ کرو وہ فوراً قبول فرما لیتا ہے وہ علم اور حکمت والا ہے، اپنی شریعت اپنے اندازے اپنے کام اور اپنے فرمان میں وہ صحیح علم اور کامل حکمت رکھتا ہے (بحوالہ تفسیر ابن کثیر)

● اللہ چاہتا ہے کہ تم کو دین کا مسئلہ بتلائے اور بھلائی کی باتیں سکھائے اور پہلے پیغمبروں کے طریقے سے آگاہ کرے سو حلت و حرمت میں ان کی پیروی کرو اور اللہ چاہتا ہے کہ تم کو گناہوں سے پھیر کر فرمانبرداری

کی طرف لاوے اور وہ تم کو جانتا ہے اور اس نے جو تدبیریں تم کو بتلائیں حکمت سے خالی نہیں (جلالین)

۲۷۔ اور اللہ چاہتا ہے کہ تم کو گناہوں سے بچا کر نیکی کی توفیق دے اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین اور شہوت پرست بدکار یہ چاہتے ہیں کہ تم امر حق کو چھوڑ کر حرام میں مبتلا ہو جاؤ اور مثل ان بدکاروں کے ہو جاؤ (ایضاً)

۲۸۔ "یرید اللہ ان یخفف عنکم" میں اشارہ ہے کہ اگلوں نے تو رستہ بھاری اور مشکل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آسانی کرنا چاہتا ہے "وخلق الانسان ضعیفا" اس کی علت ہے کہ انسان ایسی دشواریوں کا تحمل ہونے میں ضعیف ہے (حقانی)

● شریعت کے سارے احکام میں انسان کی سہولتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے ★ جتنے بھی احکام شرعی ہیں سب انسان کے ضعف جسمانی و ضعف ارادی کی پوری رعایت رکھ کر ہیں (ماجدی)

۲۹۔ "اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ" یعنی چوری خیانت غصب جوا سود جتنے حرام طریقے ہیں سب ناحق ہیں سب کی ممانعت ہے۔ "مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو" وہ تمہارے لئے حلال ہے۔ "اور اپنی جانیں قتل نہ کرو" یعنی ایسے افعال اختیار کرکے جو دنیا اور آخرت میں ہلاکت کا باعث ہوں اس میں مسلمانوں کو قتل کرنا بھی آ گیا اور مومن کا قتل خود اپنا ہی قتل ہے کیوں کہ تمام مومن نفس واحد کی طرح ہیں۔ مسئلہ: اس آیت سے خودکشی کی حرمت بھی ثابت ہوئی اور نفس کا اتباع کرکے حرام میں مبتلا ہونا بھی اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے (کنزالایمان)

۳۰۔ پچھلی امتوں کو بعض گناہوں سے توبہ کرانے کے لئے قتل کرا دیا جاتا تھا دیکھو کہ بنی اسرائیل کو گئوپرستی سے توبہ کرنے کے لئے قتل ہونا پڑا جو کوئی ایسی حرکتیں ظلماً اور حد سے بڑھتے ہوئے کرے گا رب تعالیٰ اسے دوزخ میں داخل فرمائے گا۔ خیال رکھو کہ اللہ تعالیٰ پر مجرم کو سزا دینا نہایت آسان ہے کوئی اس کی سزا سے نہ بچ سکتا ہے نہ دوسرے کو بچا سکتا ہے اس کی سزا سے بچنے کی ایک ہی تدبیر ہے وہ یہ کہ اس کا حکم ماننا (اشرف التفاسیر)

۳۱۔ یہاں تین چیزیں غور طلب ہیں (۱) اجتناب یعنی کسی ایسے کام کو جس کے دواعی اور اسباب موجود ہوں اسے اپنے ارادہ اور مرضی سے نہ کرنے کو اجتناب کہا جاتا ہے۔ (۲) گناہ کبیرہ۔ اس بارے میں علماء کے کئی اقوال منقول ہیں لیکن علامہ بیضاوی کا پسندیدہ قول یہ ہے کہ وہ فعل جس کے لئے شارع نے کوئی حد مقرر کی ہو یا اس پر عذاب کی دھمکی ہو وہ گناہ کبیرہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل گناہوں کو کبیرہ شمار فرمایا ہے۔ (الف) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا (ب) قتل بے گناہ (ج) پاکباز عورت پر بہتان (د) یتیم کا مال کھانا (ھ) زنا (و) میدان جہاد سے فرار (ز) اور والدین کی نافرمانی۔ اس شمار سے مقصود حصر نہیں احادیث میں ان کے علاوہ کئی اور امور کو بھی کبیرہ کہا گیا ہے

(۳) تکفیرِ سیّئات: اس کے متعلق عام مفسرین نے تو یہی فرمایا ہے کہ تکفیر کا معنی محو (مٹا دینا) اور تغفیر (بخش دینا) ہے لیکن حجۃ الاسلام امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جب انسان گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس سے اس کی پاکیزہ اور سیدھی سادی فطرت متاثر ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ گناہوں سے اس کی نفرت انس میں تبدیل ہو جاتی ہے لیکن جب کوئی شخص بڑے بڑے گناہوں سے بچنے کا پختہ ارادہ کر لیتا ہے اور ساری آسانیوں بلکہ اشتعال انگیزیوں کے باوجود وہ اپنا دامن بچانے کی سعی کرتا ہے تو اس کشمکش سے اس کے دل کے آئینے سے زنگ اتر کر دور ہونے لگتا ہے طبیعت پھر اپنی کھوئی ہوئی صحت واپس لیتی ہے گناہوں سے پھر اس کو نفرت ہونے لگتی ہے۔ اس حالت کو "تکفیرِ سیّئات" کی اصطلاح سے تعبیر کیا گیا (احیاء العلوم)

خلاصہ: ارشاد ہے کہ یہ احکام اور قصص ہم تمہارے فائدہ کے لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ تم صالحین اور راست بازوں کے طریقہ پر چل کر مقصود تک پہنچو۔ ویتوب علیکم سے یہی مراد ہے اور جب تمہیں کسی شبہ ہو کہ فلاں چیز کو کیوں حلال کیا فلاں کو کیوں حرام کیا اور اس کی حکمت تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو تم وسوسہ شیطانی میں نہ پڑو بلکہ یہ خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ علیم ہے ہر چیز کی ابتداء و انتہا اس کو معلوم ہے نیز حکیم ہے ہر امر میں ضرور حکمت ملحوظ رکھتا ہے پھر جو اس نے حکم دیا ہے اس میں ضرور کچھ نہ کچھ حکمت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ان احکام کے بیان فرمانے اور زنا سے بچنے کے راستے بتانے میں تم پر مہربانی کرتا ہے اور شہوات و لذات کے فریفتہ یہ چاہتے ہیں کہ تم کو راہ راست سے بہت ہی دور لے جا کر ڈال دیں کیوں کہ مجوسی، یہودی، عیسائی، مشرکین فرقوں میں یہی آزادی ہے۔ اللہ تعالیٰ تم سے آسانی کرنا چاہتا ہے (حقانی)* اس لئے اللہ تعالیٰ نے آسان لیکن برحق شریعت تمہارے لئے مقرر کی ہے اور گزشتہ قوموں کے لئے جو چیزیں حرام تھیں ان میں سے کچھ تمہارے لئے حلال کر دیں۔ اور انسان پیدائشی طور پر کمزور ہے نہ خواہشات سے رک سکتا ہے نہ طاعات کی تکلیف اٹھا سکتا ہے اور جتنا قرب قیامت ہوتا جاتا ہے اس کا ضعف بڑھتا جاتا ہے

اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت پر زیادہ بار نہیں ڈالا* کوئی مسلمان کسی مسلمان یا ذمی کافر کا مال نہ کھائے اس طریقہ سے جو شرعاً ممنوع ہے جیسے چوری، خیانت، غصب، جوا، سود اور تمام ناجائز عقود وغیرہ سے۔ مگر یہ کہ کھانے کا ذریعہ تجارت ہو (یعنی اگر جائز تجارت ہو تو ایک کا مال دوسرے کے لئے ممنوع نہیں ہے) آپس کی رضامندی سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیع صرف آپس کی رضامندی سے ہوتی ہے۔ اور تم خودکشی نہ کرو یعنی تم میں سے کوئی اپنے کو خود قتل نہ کرے۔ حضرت ثابت بن ضحاکؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کسی چیز سے خودکشی کرے گا قیامت کے دن اسی چیز کے ذریعہ سے اس کو عذاب دیا جائے گا۔ کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تم پر بے مہربان ہے یعنی اللہ کی رحمت کی وجہ سے ہی اس نے تم کو نیکیوں کا حکم دیا اور برائیوں سے روکا ہے (مظہری)*

ارشاد ہوا کہ

"اور جو کوئی اس کو کرے گا سرکشی اور ظلم کی راہ سے تو ہم عنقریب اس کو آگ میں ڈالیں گے اور یہ اللہ کے لئے آسان ہے۔" یہ وعید ان لوگوں کے لئے ہے جو احکام الٰہی کی خلاف ورزی اتفاقی طور پر یا بطور خطائے اجتہادی کے نہیں بلکہ دیدہ و دانستہ کرتے رہتے ہیں (ماجدی) * کبیرہ گناہ کی تعریف میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک وہ گناہ ہیں جن پر حد مقرر ہے بعض کے نزدیک وہ گناہ جس پر قرآن یا حدیث میں کوئی وعید یا لعنت آئی ہے بعض کہتے ہیں ہر وہ کام جس سے اللہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تحریم کے روکا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بات بھی کسی گناہ میں پائی جائے تو وہ کبیرہ ہے۔ احادیث میں مختلف کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے جنھیں بعض علماء نے ایک کتاب میں جمع بھی کیا ہے۔ یہاں یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ جو مسلمان کبیرہ گناہوں مثلاً شرک، حقوق والدین، جھوٹ وغیرہ سے اجتناب کرے گا تو ہم اس کے صغیرہ گناہ معاف کر دیں گے۔ سورہ نجم میں بھی یہ مضمون بیان کیا گیا ہے البتہ وہاں کبائر کے ساتھ فواحش (بے حیائی کے کاموں) سے اجتناب کو بھی صغیرہ گناہوں کی معافی کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے علاوہ ازیں صغیرہ گناہوں پر اصرار و مداومت بھی صغیرہ گناہوں کو کبیرہ بنا دیتی ہے اس طرح اجتناب کبائر کے ساتھ احکام و فرائض کی پابندی اور اعمال صالحہ کا اہتمام بھی نہایت ضروری ہے صحابہ کرام نے شریعت کے اس مزاج کو سمجھ لیا تھا

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ
وَلِلنِّسَاۗءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۭ وَسْـَٔـلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۭ
وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝

اور اس چیز کی آرزو نہ کرو جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر بزرگی دی ہے۔ مردوں کا
اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے ان میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور اللہ تعالیٰ
سے اس کا فضل مانگو یقیناً اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے * ماں باپ یا قرابت دار جو چھوڑ کر مریں
اس کے وارث ہم نے ہر شخص کے مقرر کر دیئے ہیں اور جن سے تم نے اپنے ہاتھوں معاہدہ کیا ہے انہیں
ان کا حصہ دو حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حاضر ہے۔ (۴/۳۲، ۳۳)

۳۳۰ - حضرت ام سلمہؓ نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ یارسول اللہ مرد جہاد کرتے ہیں اور ہم عورتیں اس ثواب سے
محروم ہیں اسی طرح میراث میں بھی ہمیں بہ نسبت مردوں کے آدھا ملتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی
(ترمذی) اور روایت میں ہے عورتوں نے یہ آرزو کی تھی کہ کاش ہم بھی مرد ہوتے تو جہاد میں جاتے اور روایت
میں ہے کہ ایک عورت نے خدمت نبویؐ میں حاضر ہو کر کہا تھا کہ دیکھئے مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملتا
ہے دو عورتوں کی شہادت مثل ایک مرد کے سمجھی جاتی ہے پھر عمل میں اسی طرح ہے کہ ایک نیکی کی آدھی
نیکی رہ جاتی ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ سدیؒ فرماتے ہیں مردوں نے کہا تھا کہ جب دوہرے
حصے کے مالک ہم ہیں تو دوہرا اجر بھی ہمیں کیوں نہ ملے اور عورتوں نے درخواست کی تھی کہ جب ہم پر
جہاد فرض ہی نہیں اور ہم نہیں کرتے تو شہادت کا ثواب ہمیں کیوں نہ ملے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے دونوں
کو روکا اور حکم دیا کہ میرا فضل طلب کرتے رہو۔ حضرت ابن عباسؓ سے یہ مطلب بیان کیا گیا ہے کہ
انسان یہ آرزو نہ کرے کہ کاش فلاں کا مال اور اولاد میرا ہوتا اس پر اس حدیث سے کوئی اشکال
ثابت نہیں ہو سکتا جس میں ہے کہ رشک کے قابل صرف دو ہیں ایک مالدار جو راہ خدا میں اپنا مال
لٹاتا ہے اور دوسرا کہتا ہے کاش کہ میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں بھی اسی طرح فی سبیل اللہ خرچ
کرتا رہتا یعنی یہ دونوں خدا کے نزدیک اجر میں برابر ہیں اس لئے کہ یہ ممنوع نہیں یعنی ایسی نیکی کی
حرص بری نہیں۔ یہاں اس جیسی چیز اس جیسے نیک کام کرنے کی غرض سے حاصل ہونے کی تمنا
ہے جو محمود ہے اور وہاں دوسرے کی اپنی چیز پر قبضہ کرنے کی نیت ہے جو ہر طرح مذموم ہے پس دینی اور
دنیوی فضیلت کی تمنا اس طرح منع ہے پھر فرمایا ہر ایک کو اس کے عمل کا بدلہ ملے گا خیر کے

بدلے خیر اور شر کے بدلے شر اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ ہر ایک کو اس کے حق کے مطابق ورثہ دیا جاتا ہے۔
میراث ہوتا ہے کہ ہم سے ہمارا فضل مانگتے رہا کرو آپس میں ایک دوسرے کی فضیلت کی تمنا بے سود ہے
ہاں مجھ سے میرا فضل طلب کرو میں کریم ہوں وہاب ہوں دوں گا بہت کچھ دوں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو۔ اللہ تعالیٰ سے مانگنے اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے
یاد رکھو سب سے اعلیٰ عبادت کشادگی اور وسعت و رحمت کا انتظار کرنا اور اس کی امید رکھنا ہے
اور روایت میں ہے کہ ایسی امید رکھنے والے اللہ کو بہت بھاتے ہیں۔ اللہ علیم ہے اسے خوب معلوم ہے کہ
کس کو دنیا چاہیے اور کس کو غریب رکھنا ہی بہتر ہے اور کون آخرت کی نعمتوں کا مستحق ہے اور کون وہاں
کی رسوائیوں کا سزاوار ہے اس کے اسباب اور اسے اس کے وسائل وہ مہیا اور آسان کر دیتا ہے (ابن کثیر)

● اور جو کچھ اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر بڑائی دی اس کی آرزو نہ کرو کہ انجام کار اس سے حسد
اور دشمنی پیدا ہوتی مردوں کو جو انہوں نے عمل کئے مثل جہاد وغیرہ کے اس کا ثواب ملے گا اور عورتوں کو اس کا
ثواب حاصل ہوگا جو انہوں نے نیک عمل کئے کہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کی اور زنا وغیرہ سے بچیں۔ یہ آیت اس
وجہ سے نازل ہوئی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہا کاش ہم بھی مرد ہوتے کہ جہاد کرتے اور ہم کو مردوں
کا سا ثواب ملتا اور اللہ سے اس کا فضل مانگو جو تم کو حاجت ہے دیوے گا بے شک اللہ تم کو جانتا ہے
اس کو معلوم ہے کہ جو تم میں سے بڑائی کے لائق ہے اس کو بڑائی دی اور جو تم سوال کرتے ہو وہ بھی اس کو خبر ہے۔ (جلالین)

۳۳ - ہر میت کے لئے ہم نے اس کے وارث موالی مقرر کئے ہیں اس کی مصلحت ہم خوب جانتے ہیں یا یوں کہو
کہ عورت و مرد کے حقوق بیان فرما کر مردوں کو فضیلت دی لیکن جس سے عورتوں کے دل میں مساوات کی
آرزو پیدا ہونا ممکن تھا اس لئے اس خیال سے روک دیا کیونکہ اگر ایک کو دوسرے پر برتری نہ ہو تو
انتظام عالم درہم برہم ہو جاتا ہے۔ موالی جمع مولیٰ جس کے معنی آزاد کرنے والے اور آزاد کئے گئے کے ہیں۔
اور ابن عم اور عصبہ کو بھی کہتے ہیں یہاں عصبات مراد ہیں یا عموماً وارث۔ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ الخ
اسلام میں پہلے جن میں بھائی چارہ ہو جاتا تھا وہ بھی وارث ہوتے تھے پھر جبکہ آیات میراث نازل ہوئیں
تو قرابت کے لئے میراث رہ گئی اور بھائی چارہ والے لوگوں کو کہ جن سے عقد ایمان یعنی باہمی ہم قسمی
ہوتی کچھ بھی نہیں دیتے تھے اس لئے یہاں یا تو بطور صلہ محبت ان کے لئے دینا فرمایا کہ جو ان کی
تقدیر میں ہے وہ دے دو (نصیبهم کے یہ معنی ہیں) یا در صورت نہ ہونے اقارب کے وہ وارث ہیں (حقانی)

● یہ قانون میراث شریعت الٰہیہ کا ایک اہم و محکم قانون ہے * الَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ اصطلاح
میں یہ لوگ مولی الموالاۃ کہلاتے ہیں عرب قدیم میں دستور تھا کہ دو شخص باہم قول و قرار کر کے ایک دوسرے
کے اس طرح دوست و مددگار ہو جاتے کہ اگر ایک پر دیت لازم آئے تو دوسرا اسے ادا کرے اور ایک

کی وفات پر دوسرا اس کی میراث پائے۔ اسی معاہدہ کو عقد موالاۃ کہتے۔ شریعت نے شروع شروع اس دستور کو تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ قائم رکھا اور انصار و مہاجرین میں مواخاۃ قائم کر کے باہم میراث جاری کرادی۔ پھر اس معاہدہ والے کا چھٹا حصہ متعین کیا پھر جب سورۃ احزاب کی یہ آیت نازل ہوئی واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض تو سب وارثوں کے حصے متعین ہو گئے اور اب اس کی کوئی گنجائش نہ رہی۔ شریعت کے کسی جزو کے منسوخ ہونے کے معنی بس اسی قدر ہوتے ہیں (تفسیر ماجدی)

خلاصہ: اللہ تعالیٰ نے جو بعض بندوں کو بعض پر دینی دنیوی جسمانی روحانی داخلی خارجی بزرگیاں دی ہیں ان میں ایک دوسرے پر حسد یا ناجائز آرزو نہ کرو رب تعالیٰ پر اعتراض نہ کرو کسی کو امیر کیا کسی کو غریب۔ کسی کو مرد کسی کو عورت کسی کو نیک بخت کیا کسی کو بدبخت، کسی کو عالم یا ولی بنایا کسی کو دون متبع یہ اس کی مہربانیاں ہیں۔ آسمان زمین تارے چاند سورج وغیرہ سب میں فرق مراتب ہے۔ آرزو یا تو یوں ہی ہونا چاہئے مردوں کے لئے ان کے اعمال و درجات ہیں عورتوں کے لئے ان کے لائق اعمال و درجات ہیں۔ مرد غازی یا سلطان قاضی بنتے ہیں تو عورتیں غازی، سلطان قاضی کی ماں بنتی ہیں مرد شمع محفل ہیں تو عورتیں چراغ خانہ ان میں سے ہر ایک کو اپنے اعمال کا عوض پورا پورا ملے گا اللہ کے بندو! حسد کینہ بغض اور رب پر اعتراض نہ کرو بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اس کی مہربانی مانگو اگر وہ مہربانی فرمادے تو تھوڑے عمل پر زیادہ ثواب دے دے یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے اس نے جو جسے دیا حکمت سے دیا سب بندوں کو یکساں نہ کیا حکمت سے ہی کیا بندہ اس کی عطا پر راضی رہو اس کی عطا میں لاکھوں حکمتیں ہیں اس کی حمد کیا کرو۔ (مجمع الاشرف التفاسیر)★

اس کی شان نزول میں بتلایا گیا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ مرد جہاد میں حصہ لیتے ہیں اور شہادت پاتے ہیں۔ ہم عورتیں ان فضیلت والے کاموں سے محروم ہیں۔ ہماری میراث بھی مردوں سے نصف ہے اس پر آیت نازل ہوئی (مسند احمد جلد ۶) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کو اللہ تعالیٰ نے جو جسمانی قوت و طاقت اپنی حکمت و ارادہ کے مطابق عطا کی ہے اور جس کی بنیاد پر وہ جہاد بھی کرتے ہیں اور دیگر بیرونی کاموں میں حصہ لیتے ہیں یہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے اس کو دیکھتے ہوئے عورتوں کو مردانہ صلاحیتوں کے کاموں کی آرزو نہیں کرنا چاہئے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نیکی کے کاموں میں خوب حصہ لینا چاہئے اور اس میدان میں وہ جو کچھ کمائیں گی مردوں کی طرح ان کا پورا پورا صلہ انہیں ملے گا۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرنا چاہئے کیوں کہ مرد اور عورت کے درمیان استعداد، صلاحیت اور قوت کار کا جو فرق ہے وہ تو قدرت کا ایک اٹل فیصلہ ہے جو محض آرزو سے تبدیل نہیں ہو سکتا البتہ اس کے فضل

سے کب وصیت میں رہ جانے والی کمی کا ازالہ ہو سکتا ہے (ص۔ی)

● ہر مال یا ہر میت کے ہم نے وارث مقرر کر دیے ہیں جو مال لیتے اور میت کے وارث ہوتے ہیں۔ ایک مال ہوتا ہے جو چھوڑا ہو یا وارث ہوتے اس مال کے جو چھوڑا ہو، ماں باپ اور اقارب نے یا وہ وارث ماں باپ اور اقارب ہیں * اور جن لوگوں سے تمہارے عہد بندھے ہوں، ان کو ان کا حصہ دے دو۔ بے شک اللہ ہر چیز پر مطلع ہے * حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک نہ کسی ذوی الفروض اور عصبات اور ذوی الارحام اگر موجود نہ ہوں تو سب سے اونچے درجہ کے مولی موالات کو کل ترکہ یا احد الزوجین کا حق دینے کے بعد جو ترکہ باقی رہ جائے وہ سارا کا سارا دے دیا جاتا ہے، لیکن ذوی الفروض یا ذوی الارحام یا عصبات میں سے کوئی ہوتا تو مولی موالات باجماع علماء محروم ہوتا۔ * جمہور کا قول ہے کہ مولی موالات کو وارث قرار دینے کا دستور جاہلیت میں تھا اور ابتدائے اسلام میں بھی میت کے ترکہ کا چھٹا حصہ حلیف کو دینے کا حکم تھا لیکن جب وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ نازل ہوئی، مولی موالات کو وارث بنانے کا حکم منسوخ ہو گیا اگر دوسرے وارث ہوں تب بھی مولی موالات کو کچھ نہیں دیا جائے گا بلکہ کل مال بیت المال میں داخل کر دیا جائے گا۔ (بحوالہ مظہری) * موالی، مولی کی جمع ہے۔ مولی کے کئی معنی ہیں دوست، آزاد کردہ، چچا زاد، پڑوسی لیکن یہاں اس سے مراد ورثا ہیں مطلب یہ ہے کہ ہر مرد و عورت جو کچھ چھوڑ جاتے اس کے وارث ان ماں باپ اور قریبی رشتہ دار ہوں گے * "اور ہم نے سب کے لئے مال کے مستحق بنا دیے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا انہیں ان کا حصہ دو" اس سے عقد موالات مراد ہے اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی مجہول النسب شخص دوسرے سے یہ کہے کہ تو میرا مولی ہے میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور میں کوئی جنایت کروں تو تجھے دیت دینی ہوگی دوسرا کہے میں نے قبول کیا اس صورت میں یہ عقد صحیح ہو جاتا ہے اور قبول کرنے والا وارث بن جاتا ہے اور دیت بھی اس پر آجاتی ہے اور دوسرا بھی اسی طرح سے مجہول النسب ہو اور ایسا ہی کہے اور یہ بھی قبول کرے تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کا وارث اور اس کی دیت کا ذمہ دار ہوگا۔ یہ عقد ثابت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے قائل ہیں۔ "بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔" (کنز الایمان)

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا
مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ
تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ
اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ
شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ
اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝ ۴/۳۴:۳۵

مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لئے کہ مردوں نے
ان پر اپنے مال خرچ کئے تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس
طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور
ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ
چاہو بے شک اللہ بڑا علیم ہے * اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مردوالوں
کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان
میں میل کر دے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔ (۴/۳۴-۳۵)

۳۴۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مرد عورت کا حاکم، رئیس اور سردار ہے اسے درست اور ٹھیک ٹھاک رکھنے
والا ہے اس لئے کہ مرد عورتوں سے افضل ہیں یہی وجہ ہے کہ نبوت مردوں میں ہی رہی اور اسی طرح شرعی طور پر
خلیفہ بھی مرد ہی بن سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ لوگ کبھی نجات نہیں پا سکتے جو اپنا والی کسی
عورت کو بنائیں (بخاری) اسی طرح منصب قضاء وغیرہ بھی صرف مردوں کے لائق ہی ہیں۔ دوسری وجہ افضلیت
کی یہ ہے کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں جو کتاب و سنت سے ان کے ذمہ ہے مثلاً مہر ہیں نان نفقہ
ہیں اور دوسری ضروریات پوری کرتے ہیں پس مرد فی نفسہ افضل اور بہ اعتبار نفع کے اور حاجت براری کے بھی
اس کا درجہ بڑا ہے اسی کو عورت پر سردار بنایا گیا * حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ
عورتوں کو مردوں کی اطاعت کرنی پڑے گی اس کے بال بچوں کی نگہداشت اس کے مال کی حفاظت وغیرہ
اس کا کام ہے * عورتوں میں نیک نفس وہ ہیں جو اپنے خاوند کی اطاعت گزار ہوں اپنے نفس اور خاوند کے مال
کی حفاظت رکھنے والیاں ہوں جسے خود خدا نے محفوظ رکھنے کا حکم دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہیں بہتر عورت وہ ہے کہ جب اس کا خاوند اس کی طرف دیکھے وہ اسے خوش کر دے اور جب حکم دے
بجا لائے اور جب کہیں باہر جائے تو اپنے نفس کو برائی سے محفوظ رکھے اور اپنے خاوند کے مال کی محافظت کرے
پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ مسند احمد میں ہے کہ آپ نے فرمایا جب کوئی عورت پانچوں وقت کی نماز

ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے، اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے تو چاہے جنت میں چلی جا۔ پھر فرمایا جن عورتوں کی سرکشی سے تم ڈرو یعنی جو تم سے بلند ہونا چاہتی ہیں نافرمانی کرتی ہیں بے پرواہی برتتی ہیں دشمنی رکھتی ہیں تو ان سے زبانی نصیحت کرو ہر طرح سمجھاؤ بجھاؤ اللہ کا خوف دلاؤ حقوق زوجیت یاد دلاؤ اس سے کہو کہ دیکھو خاوند کے اتنے حقوق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے دوسرے کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے کیونکہ سب سے بڑا حق اس پر اسی کا ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ تو یہاں ارشاد فرماتا ہے کہ ایسی نافرمان عورتوں کو پہلے تو سمجھاؤ بجھاؤ پھر بستروں سے الگ کرو۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربت نہ کرے ساتھ لیٹے اور کلام بھی ترک کر سکتا ہے اور یہ عورت کی بڑی بھاری سزا ہے بعض مفسرین فرماتے ہیں ساتھ سلانا ہی چھوڑ دے۔ حضور علیہ السلام سے سوال ہوتا ہے کہ عورت کا حق اس کے خاوند پر کیا ہے۔ فرمایا یہ کہ جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ اس کے منہ پر مت مارو گالیاں نہ دو اور گھر سے الگ نہ کرو غصہ میں اگر تم بطور سزا بات چیت ترک کرو تو بھی اسے گھر سے نہ نکالو۔ پھر فرمایا اس سے بھی اگر ٹھیک ٹھاک نہ ہو تو تمہیں اجازت ہے کہ معمولی سا ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ سے بھی راہ راست پر لاؤ۔ صحیح مسلم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ہے کہ عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو وہ تمہاری خدمت گزار اور ماتحت ہیں تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ جس کے آنے جانے سے تم خفا ہو اسے نہ آنے دیں اگر وہ ایسا نہ کریں تو انہیں معمولی سی تنبیہ بھی تم کر سکتے ہو لیکن سخت مار نہیں مار سکتے تم پر ان کا حق یہ ہے کہ انہیں کھلاتے پلاتے اور پہناتے اوڑھاتے رہو پس ایسی مار نہ مارنا چاہیے کہ جس کا نشان باقی رہے جس سے کوئی عضو ٹوٹ جائے یا کوئی زخم آئے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس پر بھی وہ باز نہ آئے تو فدیہ لے لو اور طلاق دیدو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کی لونڈیوں کو مارو نہیں۔ اس کے بعد ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ عورتیں آپ کے اس حکم کو سن کر اپنے مردوں پر دلیر ہو گئی ہیں اس پر حضور علیہ السلام نے انہیں مار پیٹ کی اجازت دی۔ اب مردوں کی طرف سے مار پیٹ شروع ہوئی اور بہت سی عورتیں شکایت لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے لوگوں سے فرمایا سنو! میرے پاس عورتوں کی فریاد پہنچی ہے یاد رکھو تم میں جو اپنی عورتوں کو مارتے ہیں وہ اچھے آدمی نہیں (ابوداؤد وغیرہ)

* پھر فرمایا۔ اگر اب بھی عورتیں تمہاری فرمانبردار بن جائیں تو تم ان پر کسی قسم کی سختی نہ کرو، نہ مارو، نہ پیٹو، نہ بیزاری کا اظہار کرو۔ اللہ بلندیوں اور بڑائیوں والا ہے یعنی اگر عورتوں کی طرف سے قصور سرزد ہوئے بغیر یا قصور کے بعد ٹھیک ہو جانے کے باوجود بھی تم نے انہیں ستایا تو یاد رکھو ان کی مدد پر اور ان کا انتقام خود اللہ تعالیٰ قادر ہے

ARR

اور یقیناً وہ بہت زور آور اور زبردست ہے (ماخوذ از تفسیر ابن کثیر)

● عورتوں کو مردوں کی اطاعت لازم ہے اور مردوں کو حق ہے کہ وہ عورتوں پر رعایا کی طرح حکمرانی کریں اور ان کے مصالح اور تدابیر اور تادیب وحفاظت کی سرانجام دہی کریں * حضرت سعد بن ربیع نے اپنی بی بی حبیبہ کو کسی خطا پر ایک طمانچہ مارا ان کے والد انہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور ان کے شوہر کی شکایت کی اس باب میں یہ آیت نازل ہوئی * مردوں کو عورتوں پر عقل و دانائی اور جہاد اور نبوت و خلافت و امامت و اذان و خطبہ و جماعت و جمعہ و تکبیر و تشریق اور حد و قصاص کی شہادت کے اور ورثہ میں دونے حصے اور تعصیب اور نکاح و طلاق کے مالک ہونے اور نسبوں کو ان کی طرف نسبت کئے جانے اور نماز و روزہ کے کامل طور پر قابل ہونے کے ساتھ کہ ان کے لئے کوئی زمانہ ایسا نہیں کہ نماز و روزہ کے قابل نہ ہوں اور داڑھیوں اور عماموں کے ساتھ فضیلت دی * اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے نفقے مردوں پر واجب ہیں * اس حقیقت کی وضاحت فرمائی گئی "نیک بخت عورتیں اور ادب والیاں اپنی عفت اور شوہروں کے گھر بار اور ان کے راز کی حفاظت کرتی ہیں" * عورتوں کو شوہر کی نافرمانی اور اس کی اطاعت نہ کرنے اور اس کے حقوق کا لحاظ نہ رکھنے کے نتائج سمجھاؤ جو دنیا اور آخرت میں پیش آتے ہیں اور اللہ کے عذاب کا خوف دلاؤ اور بتاؤ کہ ہمارا تم پر شرعاً حق ہے اور ہماری اطاعت تم پر فرض ہے اگر اس پر بھی نہ مانیں تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور ضرب غیر شدید سے ان کی تادیب کرو * پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو "بے شک اللہ بلند بڑا ہے" * اور تم گناہ کرتے ہو پھر بھی وہ تمہاری دعا قبول فرماتا ہے تو تمہاری زیردست عورتیں اگر قصور کرنے کے بعد معافی چاہیں تو تمہیں بطریق اولیٰ معاف کرنا چاہیے اور اللہ کی قدرت و برتری کا لحاظ رکھ کر ظلم سے مجتنب رہنا چاہیے (تفسیر صدر الافاضل بر حاشیہ کنز الایمان)

۳۵- اور جو تم یہ جانو کہ خاوند بی بی میں اختلاف ہے تو ان کی رضامندی سے دو آدمیوں کو حکم بنا کر ان کے پاس بھیجو۔ ایک شخص مرد کی طرف سے حکم ہو کر جائے جس کو یہ اجازت ہو کہ اگر موقع طلاق دینے کا یا عورت کی طرف سے اس کی طلب ہو تو طلاق دیدے اور ایک شخص عورت کی طرف سے حکم بن کر جائے جس کو یہ اجازت ہو کہ خلع کی ضرورت ہو تو مال لے لیں وہ دونوں حکم صلح کی سعی کریں اور جس کی زیادتی ہو اس کو کہیں کہ باز آجائے ورنہ خاوند بی بی میں جدائی کر دیں اگر یہ ہی مناسب ہو اگر یہ دونوں حکم صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ خاوند بیوی کو اس امر کی توفیق دے گا جو اللہ کو پسند ہے لیکن باہم راضی ہو جانا یا جدائی بے شک اللہ ہر چیز کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے (جلالین)

● شریعت نے عورت کی عزت و حرمت بہت کچھ قائم کی ہے چنانچہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے اہل و عیال سے اچھا نہیں اور ان پر نرم نہیں وہ ہم سے نہیں اور تاکید فرمایا کہ عورتوں سے بہ نرمی پیش آؤ ان کی جبلت میں کجی ہے اس پر صبر اور برداشت کرو * یہ ظاہر ہے کہ بیوی میاں کا زیور ہے اس کی رضامندی اور اس سے خوشی و خرمی پیش آنا خوش گزرانی کا باعث ہے ورنہ زندگی تلخ ہو جائے گی مگر باوجود اس کے عورت پہ

[illegible] ★ [illegible] ★ [illegible]

★ [illegible] ★ [illegible] ★ [illegible]

تعبیر ہی رکھی ہے جب کہ آگے چل کر اگر شبہ ہو تو معاذ اللہ بڑی خرابیاں پیش آتی ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر عورت نہ سمجھے تو ایک شخص عورت کے کنبے کا اور ایک مرد کے کنبہ کا جو دونوں کے حالات سے بخوبی واقف ہوں باہم فیصلہ کرا دیں اگر نیک نیتی اور اصلاح مد نظر رکھیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان میں توفیق دے کر پھر ملاپ ہو کر خانہ آبادی ہو جائے اور جو کنبہ کے پنچ نہ ملیں تو دور نیک لوگ قائم کرلئے جائیں۔ اور صحابہ مثلاً حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اور تابعین (ابن عباسؓ) کو امام شافعیؒ امام مالکؒ اور اسحٰقؒ اور اوزاعیؒ کا یہ قول ہے کہ اگر پنچوں کو بغیر طلاق کے اور کوئی چارہ نہ ہو اور باہم کسی طرح ملاپ ہوتا نظر نہ آوے تو ان کو اختیار ہے کہ طلاق دیدیں۔ اور عطاؒ حسنؒ زیدؒ اور امام ابو حنیفہؒ وغیرہم علماء یہ فرماتے ہیں کہ طلاق کا اختیار پنچوں کو نہیں یہ بات میاں اور حاکم شہر کے ہاتھ میں ہے ان کی اجازت ہو تو مضائقہ نہیں۔ حکماً من اھلہ ایک لطیف اشارہ اس طرف بھی ہے کہ حاکم و قاضی جو فیصلہ کرے تو فریقین کے حال سے بخوبی واقف ہو بلکہ اسی قوم کا ہو تاکہ کوئی بات اس پر مخفی نہ رہے۔ (تفسیر حقانی)

● اگر آپس کی کوشش اصلاح حال کے لئے مفید ثابت نہ ہو اور ایسے آثار رونما ہونے لگیں کہ اگر صورت حال برقرار رہی یا پایا گیا تو معاملہ طلاق پر جا ختم ہوگا تو اس وقت یا تو میاں بیوی اپنی اپنی طرف سے ایک ایک ثالث مقرر کریں جو ان کی شکایات سن کر ان کا باہمی تصفیہ کردیں یا دونوں کے خاندان ثالث مقرر کریں اگر معاملہ عدالت تک پہنچ گیا ہو تو پھر حاکم کو چاہیئے کہ جلد بازی میں ان میں تفریق نہ کردے بلکہ حکم کے ذریعہ ان کی مصالحت کی بھرپور کوشش کرے اور اگر ان حکموں نے خلوص نیت سے اصلاح کی کوشش کی تو توفیق الٰہی ضرور ان کے شامل حال ہوگی بعض مفسرین کے نزدیک ان یریدا اصلاحا کے فاعل میاں بیوی ہیں یعنی اگر ان کے دلوں میں مصالحت کی خواہش ہوگی تو اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی صورت ضرور پیدا فرما دے گا (ضیاء)

خلاصہ: قوام کے معنی کسی شے کے محافظ، منتظم و مدبر ہیں یہاں عورتوں کے امور کا انتظام کرنے والے ان کی کفالت کرنے والے اور ان پر احکام نافذ کرنے والے مراد ہیں ★ عورت کے "نشوزھن" نشوز کے اصل معنی شوہر کی نافرمانی پر کمربستہ ہوجانا ہیں ★ "تخافون" خوف یہاں علم کے معنی میں ہے ★ "واھجروھن" ہجر کے دوسرے معنی ترک کلام کے بھی لئے گئے ہیں ★ "شقاق" یعنی ایسی کشمکش جسے وہ باہم نہ سلجھا سکیں ★ "ان خفتم" خوف یہاں بھی علم یا ظن غالب کے معنی میں ہے ★ "ان یریدا اصلاحا" یعنی اگر اخلاص و دیانت کے ساتھ نیت مصالحت و مفاہمت کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ نیت میں برکت ضرور دے گا اور اصلاح کی مقصد کی صفائی کی کوئی صورت نکال ہی دے گا۔ (کوام ماجدی) خاوند حاکم ہے بیوی ماتحت ★ خاوند بیوی کی مار کا قصاص نہیں ★ بیوی پر خاوند کا حق بہت زیادہ ہے ★ بیوی کا خرچ خاوند کے ذمہ ہے ★ عورتوں پر اجنبی مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے ★ عورت کو بلا مجبوری گھر سے نکلنا ممنوع ہے ★ عورتوں کے حقوق کا ادا کرنا اسلام کا اہم ترین فریضہ ہے ★ نافرمان عورت کو طلاق دینے میں جلدی نہ کرے ★ (مشترادہ) کلام بند کرنا بہترین اصلاح ہے ★ نافرمانی پر مخصوص اصلاح ہے معمولی مارپیٹ و تنبیہ کی اجازت ★ بلا قصور بیوی کو مارنا سخت ممنوع ہے ★ لڑنے والے میاں بیوی ۴۲۵

(مولانا ابوالکلام کی لکھی ہوئی، [illegible])

(مولانا اشرف علی تھانوی)

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ
السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ ۝
الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ
فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ
لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۝ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝
فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝
يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا
يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ ۴/۳۶ تا ۴۲

اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور نہ شریک بناؤ اس کے ساتھ کسی کو اور والدین کے ساتھ اچھا
برتاؤ کرو نیز رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پڑوسی جو رشتہ دار ہے اور پڑوسی جو رشتہ دار
نہیں اور ہم مجلس اور مسافر اور جو (لونڈی غلام) تمہارے قبضہ میں ہیں (ان سب سے حسن سلوک کرو)
بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا اس کو جو مغرور ہو فخر کرنے والا ہو * جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور حکم دیتے
ہیں لوگوں کو بھی بخل کرنے کا اور چھپاتے ہیں جو عطا فرمایا ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل (وکرم) سے
اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب * اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے
مال لوگوں کو دکھانے کے لئے اور نہیں ایمان رکھتے اللہ پر اور نہ روز قیامت پر اور وہ (بد قسمت)
ہو جائے شیطان جس کا ساتھی پس وہ بہت برا ساتھی ہے * اور کیا نقصان ہوتا ان کا اگر ایمان
لاتے اللہ پر اور روز آخرت پر اور خرچ کرتے اس سے جو دیا ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ
ان سے خوب واقف ہے * بے شک اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا ذرہ برابر بھی (بلکہ) اگر ہو معمولی سی
نیکی تو دو گنا کر دیتا ہے اسے اور دیتا ہے اپنے پاس سے اجر عظیم * تو کیا حال ہوگا (ان نافرمانوں کا)
جب ہم لے آئیں گے ہر امت سے ایک گواہ اور (اے حبیب) ہم لے آئیں گے آپ کو ان سب
پر گواہ * اس روز تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر کیا اور نافرمانی کی رسول کی کہ کاش (انہیں
دبا کر) ہموار کر دی جاتی ان پر زمین اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات۔ (۴/۳۶ تا ۴۲)

ARS

وسو ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی عبادت کا حکم دیتا ہے اور اپنی توحید ماننے کو فرماتا ہے اور اپنے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے روکتا ہے اس لئے کہ خالق رزاق نعمتیں دینے والا تمام مخلوق پر ہر وقت ہر حال میں انعام کی بارش کرنے والا صرف وہی ہے تو لائق عبادت بھی صرف وہی ہوا ۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ آپ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ کہ وہ اسی کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر فرمایا "جانتے ہو جب بندے یہ کریں تو ان کا حق اللہ کے ذمہ کیا ہے؟ یہ کہ انہیں وہ عذاب نہ کرے۔ پھر فرماتا ہے ماں باپ کے ساتھ احسان کرتے رہو وہی سبب بنے ہیں تمہارے عدم سے وجود میں آنے کا (مطلب یہ ہے کہ حقیقی خالق تو تمہارا اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس کی قدرت اور نظام کے تحت "تمہارا سبب ماں باپ کا حصہ ہیں") قرآن کریم کی بہت سی آیتوں میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ ہی ماں باپ سے سلوک و احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہاں بھی یہ بیان فرما کر پھر حکم دیتا ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے بھی سلوک و احسان کرتے رہو۔ حدیث شریف میں ہے مسکین کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہی ہے لیکن قریبی رشتہ دار کو دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی ہے۔ پھر حکم ہوتا ہے کہ یتیموں کے ساتھ بھی سلوک و احسان کرو اس لئے کہ ان کی خبر گیری کرنے والا، ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرنے والا، ان کے ناز اٹھانے والا، انہیں محبت کے ساتھ کھلانے پلانے والا ان کے سر سے اٹھ گیا ہے۔ پھر مسکینوں کے ساتھ نیکی کرنے کا ارشاد کیا کہ وہ حاجت مند ہیں خالی ہاتھ ہیں محتاج ہیں ان کی ضرورتیں تم پوری کرو ان کی احتیاج تم رفع کرو ان کے کام تم کر دیا کرو۔ اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو ان کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ اور نیک سلوک رکھو خواہ وہ قرابت دار ہوں یا نہ ہوں خواہ مسلمان ہوں یا یہود و نصرانی ہوں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جارِ ذی القربیٰ سے مراد بیوی ہے اور جارِ الجنب سے مراد رفیق سفر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بہترین ساتھی اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ زیادہ خوش سلوک ہو اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر اللہ کے نزدیک وہ ہے جو ہمسایوں سے نیک سلوک زیادہ کرتا ہو۔ فرمایا۔ انسان کو نہ چاہیے کہ اپنے پڑوسی کی آسودگی کے بغیر خود شکم سیر ہو جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا پڑوسی تین قسم کے ہیں ایک حق والے (یعنی ادنیٰ) دو حق والے تین حق والے یعنی اعلیٰ ۔ ایک حق والا وہ ہے جو مشرک ہو اور اس سے رشتہ داری نہ ہو دو حق والا وہ ہے جو مسلمان ہو اور رشتہ دار نہ ہو ایک حق اسلام دوسرا حق پڑوسی کا۔ تین حق والا وہ ہے جو مسلمان بھی ہو پڑوسی بھی ہو اور رشتے ناطے کا بھی ہو تو حق اسلام، حق ہمسائیگی، حق صلہ رحمی تو تین تین حق اس کے ہو گئے ✱ پھر غلاموں کے متعلق فرمان ہو رہا ہے کہ ان کے ساتھ بھی نیک سلوک رکھو اس لئے کہ وہ غریب تو تمہارے ہاتھوں اسیر ہے اس پر تمہارا کامل اختیار ہے تو تمہیں چاہئے کہ اس پر رحم کھاؤ اور اس کی ضروریات کا خیال رکھو۔ مسلم میں ہے کہ مملوک ماتحت کا حق یہ ہے کہ اسے کھلایا پلایا اڑھایا جائے اور اس کی طاقت سے زیادہ کام اس سے نہ لیا جائے ✱ پھر فرمایا خود بین معجب متکبر

خود پسند اور اکڑوں برائی و عظمت جتانے والا اپنے آپ کو تولنے والا اپنے تئیں دوسروں سے بہتر جاننے والا
اللہ کا پسندیدہ بندہ نہیں وہ گو اپنے آپ کو بڑا سمجھے لیکن اللہ کے ہاں وہ ذلیل ہے اور لوگوں کی نظروں
میں وہ حقیر ہے (تفسیر ابن کثیر)

۳۷ - جو لوگ حق واجب ادا کرنے سے بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کا حکم کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو اللہ نے اپنے
علم یا مال دیا اس کو چھپاتے ہیں (یہ لوگ یہود ہیں) ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ہم نے ان کافروں کے واسطے
عذاب ذلیل کرنے والا تیار کر رکھا ہے (جلالین)

۳۸ - شیخی یا دکھاوے کے لئے مال دینا اور خلوص نہ ہونا - نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ آخرت پر - اس احمق کا
شیطان رفیق ہے پھر جس کا وہ رفیق ہو جائے تو پھر اس کی جتنی برائیاں ہوں سو کم ہیں (تفسیر حقانی)

۳۹ - ان کا کیا حرج ہو جاتا اور کیا آفت آجاتی اگر یہ اللہ اور روز آخرت پر ایمان لے آتے - اور جو کچھ مال
اللہ نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ اللہ کی راہ میں اس کی خوشنودی حاصل کرنے اور دس گنے سے سات سو
گنے تک ثواب پانے کی امید میں صرف کر دیتے - اور اللہ ان کو خوب جانتا ہے - (تفسیر مظہری)

۴۰ - خدا کسی (کی) ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور اگر نیکی (کی) ہو گی تو اس کو دو چند کر دے گا اور
اپنے ہاں سے اجر عظیم بخشے گا یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا کسی طرح نقصان نہیں آخرت کا ثواب
بے شمار ہے اور دنیا میں بھی عوض پاتا ہے اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی ہے - (موضح القرآن)

۴۱ - "تو کیسی ہو جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں" اس نبی کو اور وہ اپنی امت کے ایمان و کفر و نفاق
اور تمام اعمال پر گواہی دیں کیونکہ انبیاء اپنی امتوں کے افعال سے باخبر ہوتے ہیں" اور اے محبوب
تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں" کہ تم نبی الانبیاء ہو اور سارا عالم تمہاری امت (کنزالایمان)

۴۲ - تمام وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں کفر کیا اپنے رسول کی نافرمانی کی یہ تمنا کریں گے کہ جیسے جانوروں
کو ایک دوسرے سے ظلم کا بدلہ دلوا کر مٹی کر دیا گیا وہ دوزخ سے بچ گئے ایسے ہم کو مٹی کر کے
پیوند زمین کر دیا جاتا کہ ہم عذاب سے بچ جاتے وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے دنیا میں کفر و بدکاری
چھپانے کی کوشش تو بہت کرتے تھے پر چھپا نہ سکیں گے (اشرف التفاسیر)

خلاصہ : آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دس باتوں کا حکم دیا اور پانچ باتوں کی برائی بیان
فرما کر ان سے روکا - (۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت (۲) ماں باپ سے سلوک (۳) قرابت داروں (۴) یتیموں
(۵) مسکینوں (۶) قریب کے پڑوسیوں (۷) دور کے پڑوسیوں (۸) ہر قسم کے ساتھیوں (۹) مسافروں (۱۰)
لونڈی غلاموں بلکہ جانوروں سے اچھے برتاؤ کا حکم دیا - اور تکبر، شیخی، کنجوسی، کنجوسی کا مشورہ
اللہ کی نعمتوں کو چھپانا وغیرہ سے منع فرمایا * بخیل ان مواقع خرچ کرنے سے جی چراتے ہیں جہاں خرچ
کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے - مثلاً ماں باپ کو دینا، قرابت داروں سے سلوک کرنا، یتیم مسکین

AR7

پڑوسی رشتہ دار، غیر رشتہ دار پڑوسی، ساتھی، مسافر، غلام اور ماتحت کو ان کی محتاجی کے وقت اخلاص کے ساتھ اللہ کے لئے دینا اور اتنا ہی نہیں بلکہ لوگوں کو بھی بخل کا اور فی سبیل اللہ خرچ نہ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے، لوگو بخیلی سے بچو اسی نے تم سے اگلوں کو تباہ و برباد کیا اسی کے باعث انہوں نے قطع رحمی اور فسق و فجور جیسے برے کام سرزد ہوئے۔ پھر فرمایا یہ لوگ ان دونوں برائیوں کے ساتھ ایک تیسری برائی کے بھی مرتکب ہیں یعنی اللہ کی نعمتوں کو چھپاتے ہیں انہیں ظاہر نہیں کرتے نہ ان کے کھانے پینے میں وہ ظاہر ہوتی ہیں نہ پہننے اوڑھنے میں نہ دینے لینے میں۔ کافروں کے لئے اہانت آمیز عذاب تیار ہے۔ کفر کے معنی ہیں پوشیدہ رکھنا اور چھپانا۔ پس بخیل بھی اللہ کی نعمتوں کا چھپانے والا ہوتا ہے وہ ڈھانپنے والا بلکہ ان کا انکار کرنے والا ہے لہٰذا وہ ان نعمتوں کا کافر ہوا * اور وہ جو دکھلانے کو مال خرچ کرتے ہیں اور اللہ اور پچھلے دن پر ایمان نہیں رکھتے جیسے منافقین اور اہلِ مکہ ان کو بھی وہی عذاب ہے اور جس کا ساتھی شیطان ہوا اور وہ اسی کے کہنے پر چلے وہ برا ساتھی ہے * اگر وہ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف بھی کرتے تو ان کا کیا بگڑ جاتا۔ اللہ تعالیٰ کو ہر بات کا علم ہے تمہاری کوئی حالت مخفی نہیں * اللہ تعالیٰ کسی کے اعمالِ حسنہ کا ثواب اور جزا ذرہ برابر بھی کم نہیں فرماتا بلکہ اپنی طرف سے اس میں اور اضافہ فرما دیتا ہے اور آخرت میں کئی کئی گنا زیادہ کر کے لوٹاتا ہے اور ثوابِ عظیم عطا فرمائے گا *

قیامت کے دن تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں کے احوال و اعمال پر شہادت دیں گے اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کرام کی شہادت کے درست ہونے کی گواہی دیں گے * اس روز جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور پیغمبر کا کہنا نہ مانا ہوگا آرزو کریں گے کہ کاش وہ زمین کا پیوند ہو جائیں یعنی لوگوں نے رسول کی رسالت کا انکار کیا ہوگا اور رسول کا حکم نہ مانا ہوگا یا صرف ایک جرم کیا ہوگا یعنی انکار کیا ہوگا یا رسول کا کہنا نہ مانا ہوگا وہ آرزو کریں گے کہ زمین پھٹ جائے اور وہ سما جائیں اور پھر زمین برابر کر دی جائے یا خاک کے ساتھ خاک ہو گئے ہوتے اور جانوروں کی طرح ان کو معدوم کر دیا جاتا۔ چوپایوں، مویشیوں، درندوں اور پرندوں کو اللہ حکم دے گا خاک ہو جاؤ وہ فوراً خاک ہو کر زمین میں مل جائیں گے اس وقت کافر بھی تمنا کرے گا۔ اور اللہ سے کوئی بات چھپا نہ سکیں گے۔ جب مشرک اور کافر مسلمانوں کے گناہ معاف ہوتے اور مشرکوں کے جرائم معاف نہ ہوتے دیکھیں گے تو بخشش کی امید میں مشرک ہونے سے انکار کر دیں گے پھر اللہ ان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور ان کے ہاتھ پیر بولنے لگیں گے اور ان کے اعمال کو ظاہر کر دیں گے۔ اس وقت رسول کا فرمان نہ ماننے والے اور رسالت کا انکار کرنے والے تمنا کریں گے کہ کاش وہ زمین میں سما جائیں اور اللہ سے کوئی بات (یعنی اپنا شرک) مخفی نہ رکھ سکیں گے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا
اِلَّا عَابِرِىْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ
مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا
بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا
مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ؕ ۝ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۝ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا
لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ
وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا
يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝

اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ اس حال میں کہ تم نشے میں ہو، یہاں تک کہ جو کچھ (زبان سے) کہتے ہو سمجھنے لگو اور نہ حالت جنابت میں جب تک کہ غسل نہ کر لو بجز اس حال میں کہ تم مسافر ہو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی استنجاء سے آیا ہو یا تم نے بیویوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو۔ بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا ہے بڑا بخشنے والا ہے ✶ کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنھیں دیا گیا حصہ کتاب سے وہ مول لے رہے ہیں گمراہی کو اور (یہ بھی) چاہتے ہیں کہ بہک جاؤ تم بھی راہ راست سے ✶ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور کافی ہے (تمہارے لئے) اللہ حمایتی اور کافی ہے (تمہارے لئے) اللہ مددگار ✶ کچھ لوگ جو یہودی ہیں پھیر دیتے ہیں (اللہ کے کلام کو) اس کی اصلی جگہوں سے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی اور (کہتے ہیں) سنو تم نہ سنائے جاؤ اور کہتے ہیں "راعنا" بل دیتے ہوئے اپنی زبانوں کو اور طعنہ زنی کرتے ہوئے دین میں اور اگر وہ (یوں) کہتے ہم نے (آپ کا ارشاد) سنا اور (اسے) مان لیا اور (ہماری عرض) سنئے اور نگاہ (کرم) فرمائیے ہم پر تو یہ بات بہتر ان کے لئے اور بہت درست لیکن اپنی رحمت سے دور کر دیا انہیں اللہ نے بوجہ ان کے کفر کے پس نہیں ایمان لائیں گے مگر تھوڑے سے

(النساء ۴۳ تا ۴۶)

سوم - اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے ایماندار بندوں کو نشے کی حالت میں نماز پڑھنے سے روک رہا ہے کیونکہ اس وقت نمازی معلوم ہی نہیں کر سکتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے ساتھ ہی محل نماز یعنی مسجد میں آنے سے بھی ممانعت ہے اسے بھی اور جنبی شخص کو بھی ✶ نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جانے کا حکم شراب کی حرمت سے پہلے تھا ✶ جب سورہ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی

اور نشے کے وقت نماز کی ممانعت ہوئی اس وقت یہ دستور تھا کہ جب نماز کھڑی ہوتی تو ایک شخص آواز لگاتا کہ کوئی نشے والا نماز کے قریب نہ آئے * حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ شراب کی حرمت سے پہلے لوگ نشے کی حالت میں نماز کے لئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے پس اس آیت سے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا (ابن جریر) حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں اس کے نازل ہونے کے بعد لوگ اس سے رک گئے پھر شراب کی مطلق حرمت نازل ہوئی۔ حضرت ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ اس سے شراب کا نشہ مراد نہیں بلکہ نیند کا خمار مراد ہے۔ امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں ٹھیک یہی ہے کہ مراد اس سے شراب کا نشہ ہے اور یہاں خطاب ان سے کیا گیا ہے جو نشے میں ہیں لیکن نہ اتنے کہ احکام شرع ان پر جاری ہی نہ ہوسکیں کیونکہ نشے کی ایسی حالت والا شخص مجنون کے حکم میں ہے بہت سے اصولی حضرات کا قول ہے کہ خطاب ان لوگوں سے ہے جو کلام کو سمجھ سکیں ایسے نشے والوں سے جو سمجھتے ہی نہیں کہ ان سے کیا کہا جارہا ہے اس لئے کہ خطاب کا سمجھنا شرط تکلیف ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ گو الفاظ یہ ہیں کہ نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھو لیکن مراد یہ ہے کہ نشے کی چیز کھاؤ پیو بھی نہیں اس لئے کہ دن رات میں پانچ وقت نماز فرض ہے تو کیسے ممکن ہے کہ ایک شرابی ان پانچوں وقت کی نمازیں ٹھیک حضوری کے ساتھ ادا کرسکے حالانکہ شراب برابر پی رہا ہے واللہ اعلم۔ پس یہ حکم بھی اسی طرح ہوگا جس طرح یہ حکم ہے کہ ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم کو اسلام ہی پر مرنا چاہیے تو اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی تیاری ہر وقت رکھو اور ایسے پاکیزہ اعمال ہر وقت کرتے رہو کہ جب تمہیں موت آئے تو اسلام پر دم نکلے۔

یہ جو اس آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ یہاں تک کہ تم اس کو معلوم کرسکو جو تم کہہ رہے ہو یہ نشے کی حد ہے یعنی نشے کی حالت میں اس شخص کو سمجھا جائے گا جو بات صحیح نہ سمجھ سکے۔ نشے والا انسان قرأت میں خلط ملط کردے گا اسے سوچنے سمجھنے اور غور و تدبر کرنے کا موقع نہ ملے گا اور نہ اس میں عاجزی اور خشوع خضوع ہو سکتا ہے۔ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی اونگھنے لگے اور بیہودہ نماز میں ہو تو اسے چاہئے کہ وہ لوٹ جائے اور سو جائے جب تک کہ وہ جاننے لگے جو کچھ کہہ رہا ہے بخاری اور نسائی میں بھی یہ حدیث ہے اور اس کے بعض طرق میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ممکن ہے کہ وہ اپنے لئے استغفار کرنا چاہے لیکن زبان سے اس کے خلاف نکلے * پھر فرمایا کہ نہ جنبی نماز کے قریب جائے جب تک کہ غسل نہ کرلے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایسی ناپاکی کی حالت میں مسجد میں جانا ناجائز ہے ہاں مسجد کے ایک طرف سے دوسری طرف نکل جائیں تو حرج نہیں مسجد میں بیٹھے نہیں اور بھی بہت سے صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے * آیت سے اکثر ائمہ نے دلیل پکڑی ہے کہ جنبی شخص کو مسجد میں ٹھہرنا حرام ہے ہاں گزرنا جائز ہے۔ اسی طرح حیض و نفاس والی عورتوں کو بھی اور بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں کو گزرنا بھی جائز نہیں ممکن ہے مسجد میں آلودگی ہو اور بعض کہتے ہیں کہ اگر آلودگی کا خوف نہ ہو تو ان کا گزرنا بھی جائز ہے * اس آیت کی تفسیر میں حضرت امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جنبی شخص اپنی حالت میں بغیر غسل کئے نماز نہیں پڑھ سکتا لیکن اگر وہ مسافر ہو اور پانی نہ ملے تو پانی ملنے تک (تیمم کرکے) پڑھ سکتا ہے۔ ابن عباسؓ، سعید بن جبیرؒ، ضحاکؒ اور مجاہدؒ، حسنؒ، زیدؒ اور عبدالرحمنؒ سے بھی یہی نقل ہے۔ عبداللہ بن کثیرؒ کہتے ہیں ہم سنا کرتے تھے کہ یہ

سونے کا حکم ہوا۔ اور حدیث سے بھی اس مسئلہ کی تائید ہوسکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاک مٹی مسلمان کی طہارت ہے گو دس سال تک پانی نہ ملے اور جب مل جائے تو اسی کو استعمال کرے یہ تیرے لئے بہتر ہے (مسند احمد) امام ابن جریرؒ فرماتے ہیں ان دونوں اقوال میں اولیٰ قول ان لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ مراد مسجد میں جانا ہے کیونکہ جس مسافر کو جنابت کی حالت ہو اس کے لئے اس کا حکم تو آگے صاف بیان ہوا ہے پس اگر یہی مطلب یہاں بھی لیا جائے تو پھر آیت کو دوبارہ لانے کی دوسرے جملے میں کچھ ضرورت باقی نہیں رہتی۔ معنی آیت کے اب یہ ہوئے کہ ایمان والو! نماز کے لئے مسجد میں نہ جاؤ جبکہ تم نشے میں ہو جب تک تم اپنی بات کو آپ نہ سمجھنے لگو اسی طرح جنابت کی حالت میں بھی مسجد میں نہ جاؤ جب تک نہا نہ لو۔ ہاں بطور گزر جانے کے جائز ہے عابر کے معنی آنے جانے یعنی گزر جانے والے ہیں۔ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ سے مراد مجامعت ہے حضرت علیؓ، ابی بن کعبؓ، حضرت مجاہدؒ، حضرت طاؤسؒ، حضرت حسنؒ، حضرت عبیدہ بن عمیرؒ، حضرت سعید بن جبیرؒ، حضرت شعبیؒ، حضرت قتادہؒ، حضرت مقاتل بن حیانؒ سے بھی یہی منقول ہے * پھر فرماتا ہے اگر پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔ اس سے اکثر فقہاء نے استدلال کیا ہے کہ پانی نہ پانے والے کے لئے تیمم کی اجازت پانی کی تلاش کے بعد ہے * تیمم کے لغوی معنی قصد کرنے کے ہیں۔ صعید کے معنی ہر وہ چیز جو زمین سے اوپر کو چڑھی ہو اس میں مٹی، ریت، درخت، پتھر، گھاس بھی داخل ہو جاتی ہے۔ امام مالکؒ کا قول یہی ہے اور کہا گیا ہے کہ جو چیز مٹی کی جنس سے ہو جیسے ریت، ہڑتال اور چونا یہ مذہب ابوحنیفہؒ کا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرف مٹی ہی یہ قول ہے حضرت امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے تمام ساتھیوں کا * پھر فرمان ہے اسے اپنے چہرے پر اور ہاتھ پر ملو۔ تیمم وضو کا بدل ہے صرف پاکیزگی حاصل کرنے میں نہ کہ تمام اعضاء کے بارے میں تو صرف منہ اور دونوں ہاتھوں پر ملنا کافی ہے اور اس پر اجماع ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

(حقانی)

۴۴۔ کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو کتاب الٰہی کا کچھ حصہ دیا گیا ہے یعنی یہود کہ کتاب الٰہی پڑھی پڑھائی اور سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ ہدایت کے عوض گمراہی خریدتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں تم بھی اے ایمان والو انہیں جیسے بے راہ ہو جاؤ

۴۵۔ (جو خود گمراہ ہو رہے ہوں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں ان سے اللہ کی پناہ ان کی شقاوت اور بدبختی کا کیا ٹھکانا) پھر فرماتا ہے وہ تمہارے دشمنوں کو جانتا ہے وہ تمہارا حامی ہے تم ان سے کچھ خوف نہ کرو۔ (تفسیر حقانی)

۴۶۔ یہودیوں سے بعض وہ ظالم ہیں جنہوں نے اپنی کتاب توریت شریف پر تو یہ زیادتی کی کہ اس کی عبارتیں و الفاظ و معانی اپنی اپنی فکر سے بنا بنا کر یا بدل کر یا چھپا کر اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ساتھ ان کا برتاؤ یہ ہے کہ جب کبھی آپ کی مجلس پاک میں حاضر ہوتے ہیں تو مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے منہ سے تو کہہ دیتے ہیں سمعنا ہم آپ کے ارشاد سن رہے ہیں مگر دل میں کہتے ہیں کہ آپ کی بات مانتے نہیں اور کہتے ہیں یا رسول اللہ آپ ہماری عرض و معروض سنئے مگر دل میں آپ کو کوستے ہیں ...... اور کہتے ہیں راعنا ظاہر کرتے ہیں کہ ہماری رعایت فرمائیے دل میں نیت کرتے ہیں

[illegible]

ناسمجھنی کی یہ باتیں زبانیں مروڑ مروڑ کر کہتے ہیں ان کا مقصد ہے دین اسلام پر طعنہ زنی کرنا ★ ان پر تو اللہ نے لعنت و پھٹکار کر دی کیونکہ یہ ہر اپنے کا فر ہو چکے ہیں اب ان کو ایمان نصیب ہی نہ ہوتا مگر ان روایات ہی سے تھوڑی باتوں کو مانتے تھے اکثر کا انکار ان کا جس سے پکے کافر ہو رہے تھے (تفسیر عثمانی)

خلاصہ :- اے مومنو! نشہ کی حالت میں نماز پڑھنا تو کیا نماز کے قریب بھی نہ ہونا تا وقتیکہ نشہ اتر جاوے اور تم ہوش میں آ جاؤ کہ اپنی منہ سے نکلتی بات تلاوت وغیرہ سمجھو لو کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں اور کیا پڑھ رہے ہیں۔ اور اگر تم ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس میں پانی کا استعمال مضر ہو یا تمہارے تجربے سے یا طبیب حاذق کے کہنے سے یا تم سے یا ہر راستہ طے کر رہے ہو اور اس حالت میں تم میں سے کوئی پیشاب پاخانہ وغیرہ وضو توڑنے والا کام کرے یا اس حالت میں اپنی بیویوں سے صحبت کرے جس سے غسل واجب ہو جاتا ہے اور تمہیں وضو یا غسل کے لئے پانی نہ ملے یا اس طرح کہ پانی موجود ہی نہ ہو یا کسی رفیق سفر کے پاس پانی تو ہو مگر وہ دیتا نہ ہو یا دیتا ہو قیمتاً اور اس کے پاس قیمت نہ ہو یا پانی پر دشمن یا موذی جانور ہو کر پانی نہ لینے دے غرضیکہ کسی وجہ سے پانی نہ ملے یا پانی اپنے پاس ہی موجود ہو مگر آگے پینے کے لئے درکار ہو یا پانی ملنے کی امید نہ ہو ان سب صورتوں میں تم طاہر زمین کے پاک حصہ سے تیمم کر لو اس طرح کہ ایک بار زمین کے حصہ پر دونوں ہاتھ ملا کر اپنے منہ کا مسح کر لو اور دوسرا ضرب مار کر اپنے ہاتھوں کا مسح کر لو غرضیکہ ایسی مجبوریوں میں بھی نماز نہ چھوڑو۔ اللہ تعالیٰ تو معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے۔ بیماری اور پانی نہ ملنا تیمم کی شرطیں ہیں مگر عید کی نماز جنازہ اور نماز عید جاتی رہنے کے اندیشے پر تیمم جائز ہے۔ (الضیاء) ★ یہودان دعوت حق پر حقیقت واضح ہو جانے کے بعد جس طرح اللہ نے تمہاری فلاح و سعادت کے لئے احکام شریعت نازل کر دیئے ہیں اسی طرح تم سے پہلے یہود و نصاریٰ کے لئے بھی نازل کر دیئے تھے لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ وہ راہ ہدایت سے منحرف ہو گئے پس چاہیئے کہ ان کی حالت سے عبرت پکڑو اور اخلاص و صداقت کے ساتھ احکام الٰہی پر کاربند رہو ★ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں سے خوب واقف ہے (اور اس نے تم کو بھی خبردار کر دیا) اہل کتاب کی طرف سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش نئے نئے ناموں اور کتابوں سے آج بھی پوری طرح جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا والی (ولی) ہونا ہے یعنی جس کا کارساز ہو اللہ ہو اسے کیا اندیشہ ★ اور اس کا مددگار (نصیر) ہونا یہ ہے کہ وہ بعض دشمنوں کی نقصان رسانی سے محفوظ رکھتا ہے ★ ان یہودیوں میں سے کچھ لوگ (تورات کے) بعض الفاظ کو (ان کے مقام سے) پھیر دیتے ہیں (یعنی بعض الفاظ کو اس کی جگہ سے بدل ڈالتے ہیں) یعنی تورات میں اللہ نے جو لفظ رکھے ہیں یہودی ان الفاظ کو ان کی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور بدل ڈالتے ہیں۔ "الکلم" سے مراد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف۔ اور وہ کہتے ہیں ہم نے سن لیا مگر ہم (اس کو) مانتے نہیں۔ اور ہماری سنو نہ سنائے جاؤ۔ راعنا لفظ ذو معنی ہے عربی میں اس کا معنی ہے ہماری رعایت کیجئے ہمارے حال پر توجہ فرمائیے اور عبرانی و سریانی میں یہ لفظ سب و شتم ہے۔ یہود کا اس لفظ کے کہنے کا مقصد توہین تھا۔ اپنی زبانیں گھما گھما کر یعنی یہودی اپنی زبانوں سے حق کو باطل کے ساتھ اور ظاہری تعظیم کو باطنی توہین کے ساتھ لپیٹنے کے لئے یہ لفظ کہتے ہیں اور دین (اسلام) میں طعن کرنے کے لئے۔ اور اگر یہ بات ثابت ہو جاتی

کہ اگر وہ سمعنا و اطعنا و اسمع و انظرنا (ہم نے سنا اور مانا اور ہماری بات سن لیجئے اور ہماری رعایت کیجئے) کہتے یعنی ظاہر و باطن میں اگر وہ یہی بات کہتے (اور ان کی نیتیں خبیث نہیں ہیں) تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور بات ٹھیک ہوتی مراد یہ کہ عصینا کی جگہ اطعنا کہتے غیر مسمع نہ کہتے اور انظرنا کہتے راعنا نہ کہتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور بات درست ہوتی (الفاظ کے دو متضاد معنی نہ ہوتے) مگر ان کے کفر کی وجہ سے اللہ کی لعنت ان پر ہوتی ہے۔ اللہ نے ان کو بے یار چھوڑ دیا اور ہدایت سے دور کر دیا ہے ان کا ایمان شرعاً ناقابل اعتبار ہے بعض پیغمبروں اور بعض کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں یا ظاہر میں ایمان رکھتے ہیں اور باطن میں کفر چھپائے رکھتے ہیں۔ بارگاہ رسالت میں بے باکی کرنے والوں کی سزا ہی یہ ہے کہ وہ دور رحمت سے دور کر دیے جاتے ہیں ہدایت کی توفیق ان کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے حق شناسی کی قوت ان سے چھین لی جاتی ہے یہی سزا یہود کو دی گئی اور قیامت تک ایسے بے باکوں کو یہی سزا دی جاتی رہے گی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ
وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ
اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ
لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ
يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ
يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا
مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ
اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ
فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ ٥٢ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝
٥٣ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝ ٥٤

اے کتاب والو! ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے نازل کیا تصدیق کرتا ہے اس کتاب کی جو تمہارے
پاس ہے اس سے پہلے کہ ہم مٹا ڈالیں بعض چہروں کو پھر الٹ دیں ان کو پشتوں کی طرف یا
لعنت کریں ان پر جیسے ہم نے لعنت کی ہفتہ کے دن والوں پر اور اللہ کا حکم تو (پورا) ہو کر
ہی رہتا ہے ✶ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس بات کو کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ اور بخش دیتا
ہے جو اس کے علاوہ ہے جس کو چاہتا ہے اور جو شریک ٹھہراتا ہے اللہ کے ساتھ وہ ارتکاب کرتا ہے
گناہ عظیم کا ✶ کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو پاکیزہ (مقدس) ٹھہراتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ
ہی جس کو چاہتا ہے پاکیزہ (مقدس) کرتا ہے اور (کسی پر) تاگے برابر (بھی) ظلم نہ کیا جائے گا ✶
دیکھو کیسا اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں اور یہ کافی ہے صریح گناہ ✶ کیا تم نے نہ دیکھا
انہیں جن کو ملا ہے کچھ حصہ کتاب کا (کہ) مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو اور کہتے ہیں کافروں
کو (کہ) یہ زیادہ پاتے ہیں راہ (ہدایت) مسلمانوں سے ✶ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے
لعنت کی ہے اور جس پر اللہ لعنت کرے تو اس کا کوئی مددگار تو نہ پائے گا ✶ ہاں کیا ان کے
پاس کوئی حصہ ہے سلطنت کا سو ایسی حالت میں تو یہ لوگوں کو ذرا سی چیز بھی نہ دیتے ✶ یا یہ
لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے پس ہم نے تو آل ابراہیم کو
کتاب اور حکمت بھی دی ہے اور بڑی سلطنت بھی عطا فرمائی ہے۔ (۴/۴۷ تا ۵۴)

۴۷۔ اللہ عزوجل یہود و نصاریٰ کو حکم دیتا ہے کہ میں نے اپنی زبردست کتاب اپنے بہترین (محبوب) نبی
کے ساتھ نازل فرمائی ہے جس میں خود تمہاری اپنی کتاب کی تصدیق بھی ہے اس پر ایمان لاؤ اس سے پہلے
کہ ہم تمہاری صورتیں مسخ کر دیں یعنی منہ الٹے کر دیں آنکھیں بجائے ادھر کے ادھر ہو جائیں یا یہ مطلب
کہ تمہارے چہرے مٹا دیں آنکھیں ناک کان سب مٹ جائیں پھر یہ مسخ چہرہ بھی الٹا ہو جائے۔ یہ
عذاب ان کے کرتوت کا پورا بدلہ ہے یہ بھی حق سے ہٹ کر باطل کی طرف ہدایت چھوڑ کر ضلالت کی جانب
بڑھے چلے جا رہے ہیں تو خدا ان کو بھی دھمکاتا ہے کہ میں بھی اسی طرح تمہارا منہ الٹ دوں گا تاکہ تمہیں پیچھے
پیروں چلنا پڑے تمہاری آنکھیں گدی کی طرف کر دوں گا۔ حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے کہ مطلب یہ ہے کہ
ہم تمہیں سچ مچ حق کے راستے سے دھکیل دیں اور گمراہی کی طرف متوجہ کر دیں ہم تمہیں کافر بنا دیں اور تمہارے
چہرے بندروں جیسے کر دیں * یہ بھی مذکور ہے کہ اسی آیت کو سن کر کعب احبار رضی اللہ عنہ مشرف
بہ اسلام ہوئے تھے۔ ابن جریر میں ہے کہ حضرت کعبؓ حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمان ہوئے یہ بیت المقدس
جاتے ہوئے مدینہ میں آئے حضرت عمرؓ ان کے پاس آئے اور فرمایا اے کعبؓ! مسلمان ہو جاؤ۔ انہوں نے
جواب دیا تم تو قرآن میں پڑھتے ہو تورات جنہیں اٹھوائی گئی اور انہوں نے اسے نہ اٹھایا ان کی مثال اس
گدھے کی سی ہے جو بوجھ لادے ہوئے ہو اور یہ بھی تم جانتے ہو کہ میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں جو تورات
اٹھوائے گئے اس پر حضرت عمرؓ نے انہیں چھوڑ دیا یہ یہاں سے چل کر حمص پہنچے وہاں سنا کہ ایک شخص
جو ان کے گھرانے میں سے تھا اس آیت کی تلاوت کر رہا تھا جب اس نے آیت ختم کی انہیں ڈر لگنے لگا کہ کہیں
سچ مچ اس آیت کی وعید مجھ پر صادق نہ آ جائے اور میرا منہ مسخ کر کے الٹ نہ جائے یہ جھٹ کہنے لگے "میرے
خدا میں ایمان لایا" پھر حمص سے فوراً ہی واپس اپنے وطن یمن میں آئے اور یہاں سے اپنے تمام گھر والوں
کو لے کر سارے کے سارے مسلمان ہو گئے * پھر فرماتا ہے یا ہم ان پر لعنت کریں جیسے کہ سنیچر والوں
پر ہم نے لعنت نازل کی یعنی جن لوگوں نے سنیچر والے دن حیلے کر کے شکار کھیلا حالانکہ انہیں اس کام
سے ممانعت کر دی گئی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بندر اور سور بنا دیئے گئے * پھر فرمایا خدائی کام
پورے ہو کر ہی رہتے ہیں وہ جب کوئی حکم کر دے تو کوئی نہیں جو اس کی مخالفت یا ممانعت کر سکے (ابن کثیر)

۴۸۔ بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو نہ بخشے گا اس کے سوا گناہوں کو بخش دے گا جس کو بخشنا چاہے کہ بلا
عذاب اس کو داخل جنت فرما دے گا اور جس کو چاہے مسلمانوں میں سے بقدر گناہوں کے عذاب دے کر
پھر جنت میں پہنچا دے گا اور جو کوئی کہ اللہ کا شریک ٹھہرا دے اس نے بڑا بہتان باندھا اللہ پر اور سخت
گناہ میں کھینچا۔ (جلالین)

۴۹ ۔ پہلی آیات میں یہود و نصاریٰ کی بد اعمالیوں کے سبب عتاب تھا جس کو وہ اپنے انبیائی خاندانوں کے سبب قابل التفات
نہ سمجھتے تھے اور اس پر اپنی تقدس کا دم بھرتے تھے کہ ہم فلاں بزرگ کی اولاد ہیں تقدس ہمارا موروثی حق ہے ہم
ابراہیم و اسحٰق (علیہما السلام) کی نسل ہیں جن پر آتش دوزخ از خود حرام ہے اور ہم رات کو گناہ کرتے ہیں تو
صبح تک خود بخود پاک ہو جاتے ہیں اور دن کو کرتے ہیں تو شام تک پاک ہو جاتے ہیں اور نصاریٰ کا بھی پولوس کا یہ قول کہ
مسیحؑ سب کے گناہ سر پر اٹھا کر لے گئے بہت ہی محبوب تر تھا اس لئے یہ لوگ اپنے آپ کو پاک اور جنتی سمجھتے تھے
اسی طرح بہت سی اقوام میں ایسے ڈھکوسلے ہیں کہ جن پر وہ نازاں رہا کرتے ہیں ۔۔۔ اس لئے ان کو ادب
فرمایا گیا کہ یہ لوگ ناحق اپنی تعریفیں کرتے اور پاکیزہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں پاکیزہ تو وہی ہے کہ
جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دے پرہیزگاری کی دی ہے ۔ (بحوالہ تفسیر حقانی)

۵۰ ۔ "اور ان پر ظلم نہ ہوگا دانہ خرما کے ڈورے برابر" یعنی بالکل ظلم نہ ہوگا وہی سزا دیگا جس کا جو مستحق ہے (کنزالایمان)

۵۰ ۔ اگرچہ ہر جھوٹ ہی برا ہے لیکن خدا پر جھوٹ باندھنا اتنا برا ہے کہ ان کے جہنمی کرنے کو یہی
کافی ہے ان کا حال تو یہ ہے کہ ان کا بال بال جرموں میں گندھا ہوا ہے انہیں تو چاہیے تھا کہ (اے حبیبؐ)
آپ پر ایمان لاکر اپنے گناہوں کی معافی کراتے چہ جائیکہ آپ کے سامنے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ۔ (تفسیر نعیمی)

۵۱ ۔ جب ایک جماعت میں اتباع حق کی جگہ جتھا بندی اور گروہ بندی کی روح پیدا ہو جاتی ہے تو پھر
حق و باطل کا امتیاز باقی نہیں رہتا وہ چاہتی ہے جس طرح بھی بنے اپنی بات منوالی جائے اور مخالف
گروہ کو زک دے دی جائے اگر ایسا کرنے میں اسے اپنے اصولوں اور عقیدوں کے خلاف بھی جانا
پڑے تو بلا تامل چلی جاتی ہے ۔ یہی حال مدینہ کے یہودیوں کا تھا وہ ہمیشہ بت پرستی کے مخالف رہے
اور بت پرستوں کی تحقیر و تذلیل کرتے رہے لیکن اب مسلمانوں کی ضد میں آکر بت پرستوں کی تعریف
کرتے اور کہتے "ان مسلمانوں سے تو مشرکوں ہی کا طور طریقہ زیادہ قرین صواب ہے ۔ (ترجمان القرآن)

- یہودیوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت ہوئی تو لگے کہ مشرکوں سے متفق ہوئے اور ان کی
خاطر سے بتوں کی تعظیم کی اور کہا کہ تمہاری راہ بہتر ہے مسلمانوں سے (موضح القرآن)

۵۲ ۔ خود دین توحید ترک کر کے اور آئین انبیاء سے آشنا ہو کر دین توحید سے اتنی بیزاری اور ذات رسولؐ
سے اتنا بغض کہ شرک اور مشرکین کو تم ان سے بہتر بتا رہے ہو! ملعونیت کا تحقق ان سے بڑھ
کر اور کس پر ہوتا ۔ "اور جس پر اللہ لعنت کرے تو اس کا کوئی مددگار تو ہرگز نہ پائے گا" جو عذاب
سے اسے بچالے یا اس میں کچھ کمی ہی کرا دے * مشرک قوموں اور قبیلوں نے خدا کے ساتھ اپنے
اور بھی جاتی سفارشی گڑھ رکھے تھے یہ ادھر تعریض ہو رہا ہے ۔ (ماجدی)

۵۳۔ یہ استفہام انکاری ہے۔ یعنی بادشاہی میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اگر اس میں ان کا کچھ حصہ ہوتا تو یہ یہود اتنے بخیل ہیں کہ لوگوں کو تل برابر بھی نہ دیتے جس سے کھجور کی گٹھلی کا شگاف ہی پر ہو جاتا۔ (جمل)

۵۴۔ حسد کی تعریف یہ کی گئی ہے "ایسے شخص سے نعمت کے زوال کی آرزو جو اس نعمت کا صحیح مستحق ہو" اس آیت میں یہ بتلایا گیا کہ یہودیوں کی یہ اسلام دشمنی محض حسد کی وجہ سے تھی ورنہ مرتبۂ حسن و خوبی میں تو خاندانِ ابراہیمی کا چشم و چراغ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو تو اس کے رب نے نبوت، کتاب، حکمت اور وسیع سلطنت سے سرفراز فرمایا۔ اگر اس کے ایک فرزند کو یہ نعمتیں بخشی گئی ہیں تو حیرت و افسوس کیوں ہو۔ (ضیاء القرآن)

اے وہ لوگو جنہیں رب کی طرف سے آسمانی کتاب ملی اور اس پر ایمان لانے، عمل کرنے کی توفیق نصیب ہوئی حیف کہ تم پر ہمارا یہ کرم خاص ہے اس لئے تم فوراً اس کتاب یا ان تمام چیزوں پر ایمان لے آؤ جو ہم نے اپنے حبیب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری ہیں کہ تمہاری کتابوں اور تمہارے نبیوں کو سچا کرتی ہے کیونکہ انہوں نے اس کی آمد کی خبر دی تھی * یہ کتاب تمہارے نبیوں اور کتابوں وغیرہ کی گواہ ہے ان کی حقانیت کا اعلان کرتی ہے * لہٰذا اس سے پہلے ایمان لے آؤ کہ ہم کفار کے چہرے بگاڑ کر سپاٹ کر کے پیچھے کی طرح بنا دیں کہ ان میں آنکھ ناک منہ وغیرہ کچھ نہ رہے پھر نہ دیکھ سکیں نہ سانس لے سکیں نہ بول سکیں نہ کھا پی سکیں اس طرح نہایت رسوائی اور تکلیف سے ہلاک ہو جائیں یا ان پر ایسا عذاب بھیجیں جیسا کہ داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنے والے بنی اسرائیل پر عذاب بھیجا گیا تھا کہ پہلے وہ بندر بنا دئے گئے پھر وہ ہلاک کر دیے گئے یہ سمجھ رکھو کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اس کے چاہے کو کوئی ٹال نہیں سکتا ہے نہ روک سکتا ہے اس لئے اس کے عذاب سے بچنے کی صورت صرف توبہ اور اس کی فرمانبرداری ہے ● (ضیاء)

شرک ایسا ظلم عظیم اور جرم ہے کہ اس جرم کی بخشش نہیں ہوگی۔ شرک اس قادر مطلق اور شہنشاہِ کائنات کے خلاف بغاوت ہے۔ اس کی بادشاہی اور فرمانروائی میں کسی کو شریک کرنا اس کو حاکم اعلیٰ اور آمر مطلق تسلیم کرنے کے منافی ہے۔ ظاہری حکومتیں سنگین سے سنگین جرم کرنے والے کے لئے عفو و درگزر کا دروازہ کھلا رکھتی ہیں لیکن علم بغاوت بلند کرنے والا گردن زدنی ہوا کرتا ہے۔ اگر کسی دنیوی حکمران کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار اتنا بڑا جرم ہے تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس حقیقی بادشاہ جو مالک بھی ہے اور خالق بھی، میرا بھی اور تیرا بھی، ملتجی کا بھی ہستی کا بھی، اس کی الوہیت کا جو انکار کرے یا اس جیسا کسی کو سمجھے اس سے بڑا جرم بھی کوئی اور ہو سکتا ہے۔ لیکن اس وقت جب اسی حالت کفر و شرک میں موت آجائے اور اگر وہ شرک سے تائب ہو جائے اور توحید کو دل و جان سے تسلیم کرلے تو اس کی توبہ قبول ہوگی۔ اگر یہ بھی مسلم ہو اگر گناہ گار ہوں جو اپنے گناہوں سے توبہ کئے بغیر مر جائے اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنی رحمت سے اس کو بھی بخش دے ● (ضیاء)

یہود اپنے تقدس اور پاکیزگی کا خود ہی اظہار و اعلان کرتے ہیں۔ حالانکہ تزکیہ کا اختیار بھی اللہ تعالیٰ کو ہے یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاکیزگی سے نوازتا ہے۔ اور کون صاف و مزکی ہے اللہ تعالیٰ ہی کو اس کا علم ہے۔ فتیل کھجور کی گٹھلی کے کٹاؤ و بیچ جو دھاگے یا سوت کی طرح نکلتا یا دکھائی دیتا ہے اس کو کہا جاتا ہے یعنی اتنا سا ظلم بھی نہیں کیا جائے گا● دیکھیے یہ لوگ اللہ پر کیسا جھوٹا طوفان باندھتے ہیں اللہ کا کوئی حکم صریح کہتے تو اپنے جرم پر ایسی کیا بجز ظلم و زیادتی ہے● کعب بن اشرف وغیرہ علماء یہود دستہ سواروں کی جمعیت لے کر قریش سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے پر حلف لینے پہنچے۔ قریش نے ان سے کہا چونکہ تم کتابی ہو اس لئے تم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادہ قرب رکھتے ہو ہم کیسے اطمینان کریں کہ تم ہم سے فریب کے ساتھ نہیں مل رہے ہو اگر اطمینان دلانا ہو تو ہمارے بتوں کو سجدہ کرو تو انہوں نے شیطان کی اطاعت کرکے بتوں کو سجدہ کیا پھر ابو سفیان نے کہا کہ ہم ٹھیک راہ پر ہیں یا محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کعب بن اشرف نے کہا تمہیں ٹھیک راہ پر ہو تب آیت اتری اور اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی کہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی عداوت میں مشرکین کے بتوں تک کی پرستش کی● لعنت نام ہے اللہ کی رحمت سے دوری کا اور انتہائی رسوائی اور ذلت کا جس پر اللہ کی لعنت ہو وہ اللہ کا قرب حاصل نہیں کر سکتا جس پر اللہ کی لعنت ہو اس کا کوئی مددگار نہیں ہوتا● کیا ان کو ان کی آرزو کے موافق سلطنت تو کیا اس کا کوئی حصہ بھی باوجود بخل کے کو جو منافی سلطنت ہے (اس لئے کہ سلطنت کے لئے خرچ اور کاربرداری ضروری ہیں اور جب انسان بخل کرتا ہے تو سلطنت کوئی کسی کا عندیہ نہیں کرتا نہ یہ تنگ سر ہوتا ہے پھر جب یہ ہے تو کون سلطنت اسے پھر کس طرح ملک ہاتھ آئے۔ ان کا عقیدہ تھا یہ یہود زمانہ گزشتہ کے دشمن کو جو داؤد و سلیمان کے عہد میں تھا آرزو کرتے تھے سو یہ خیال محال تھا) مل سکتا ہے؟ اور بخل کی حالت کہ اگر سلطنت مل جاتے تو کسی کو نقیر یعنی ذرہ بھی نہ دیں (نقیر نقر سے مشتق جس کے معنی کھودنا اس سے مراد خرما کا چھلکا اور یہ ضرب المثل عام ہے مراد قلت ہے)● حضور انور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو رفیع القدر نبوت عطا فرمائی ہے اور آپ چونکہ عرب ہیں بنی اسرائیل نہیں ہیں اس لئے یہ جلے جاتے ہیں اور قوموں کو آپ کی تصدیق سے روکتے ہیں۔ ارشاد باری ہے ہم آل ابراہیم کو بنی اسرائیل کے مقابل یعنی اولاد ابراہیم سے ہی نبوت دی کتاب نازل فرمائی طریقے تعلیم کئے ان میں بادشاہت بھی دی باوجود اس کے ان میں سے بعض تو مومن ہوئے اس انعام و اکرام کو مانا لیکن بعض نے پھر بھی اس کے ساتھ کفر کیا اسے تسلیم نہ کیا اور قوموں کو بھی اس سے روکا حالانکہ وہ بھی بنی اسرائیل ہی تھے تو جب کہ یہ اپنے وجود ہی سے منکر ہو چکے ہیں تو پھر اسے پیارے نبی آخر الزماں (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا

انکار ان سے کیا دور ہے جب کہ آپ ان میں سے تھے ہی نہیں۔ یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ بعض اس پر یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور بعض نہ لائے لیکن یہ کافر اپنے کفر میں بہت سخت اور شدید ہیں اور ہدایت و حق سے بہت ہی دور ہیں ● ماجدی بحوالہ

نَطْمِسَ وُجُوهًا طمس وجہ سے مراد ہے چہرہ کے نقش و نگار اور آنکھ ناک منہ وغیرہ اعضاء کو مٹا دینا۔ فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا یعنی ان لوگوں کے چہروں کو گدیوں کی طرف پلٹ دیں۔ وجوہ کے معنی مجازاً سردار اور رئیسوں کے بھی آتے ہیں (کشاف و کبیر) فَتِيلًا فتیل کے لغوی معنی دھاگے کے ہیں۔ عربی محاورہ میں مراد حقیر سے حقیر چھوٹی سی چھوٹی چیز سے ہوتی ہے۔ جیسے ایک دوسری جگہ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا بھی آیا ہے۔ (قرطبی و بحر المحیط) جیسے اردو میں ایسے موقع پر "ذرہ بھر" "رتی بھر" "بال برابر" استعمال ہوتے ہیں۔ الْجِبْتِ جبت کا اطلاق تو اللہ کے سوا ہر معبود پر ہوتا ہے (مفردات غریب القرآن) لیکن خصوصیت کے ساتھ اس کا استعمال ساحروں اور کاہنوں کے لئے ہوتا ہے (الفیا) طَاغُوت ہر وہ چیز جو انسان میں طغیان و عدوان پیدا کرے (قرطبی) نَقِيرًا نقیر کے لغوی معنی اس گڑھے کے ہیں جو کھجور کی گٹھلی میں ہوتا ہے۔ عربی محاورہ میں مثل فتیل کے اس سے مراد حقیر چھوٹی سے چھوٹی چیز ہے۔